بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجاب فاطمہ نے یہ ناول (تم میری محبت ہو) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (تم میری محبت ہو) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"باباکے آفس چلو" چار سال کے بچے نے آنکھیں موندے ڈرائیور سے کہا۔وہ خاموشی سے حکم پر عمل کرتا اسے آفس لے آیا۔آفس پہنچتے ہی وہ دروازہ کھول کر تھکن زدہ ساچلتا ہوا ریسیپشن پر آیا جہاں کوئی موجود نہ تھا۔اس نے نظر گھما کر صغیر صاحب کو دیکھا جو اسکے باباکے سیکرٹری تھے۔وہ خود بھی اسے دیکھ چکے تھے سو اسکی طرف آئے۔

"ہنی سر آپ یہاں؟"وہ حیرت سے بولے۔

"باباکہاں ہیں؟"وہ نقاہت سے بولا۔

"سر کسی کام سے اسلام آباد کے لئے نکل گئے ہیں"۔ان کے بتانے پر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اپنے باباکے آفس کی طرف چل دیا۔اس وقت اسے باباکی شدت سے ضرورت تھی۔

"میری طبیعت خراب ہے"۔وہ نم آواز میں بولا۔صغیر صاحب جلدی سے اس تک آئے۔اسکا بخار چیک کیا۔اسے گود میں اٹھایا اور آفس میں لے آئے۔وہاں صوفے پر بٹھا کر پانی پلایا اور باہر نکل گئے۔سامنے ہی انہیں روشانہ نظر آئی جو مستعدی سے اپنے کام میں مصروف تھی۔

New Era Magazine

"بیٹا جلدی آؤ میرے ساتھ"۔وہ جلدی سے کہہ کر اسکے آفس سے نکلے اور ہنی کے پاس آ گئے۔وہ بھی انکے پیچھے آئی تھی۔

"کیا بات ہے سر؟"وہ حیرت سے بولی۔

"یہ ہنی سر ہیں۔جہانزیب سر کے بیٹے۔انکی طبیعت خراب ہے۔آپ پلیز انہیں اٹینڈ کریں۔ابھی ڈاکٹر آنے والی ہے۔میں نے کال کر دی ہے۔آپ پلیز انکے پاس رہیں۔مجھے میٹنگ میں جانا ہے۔اگر ضروری نہ ہوتا تو میں تمہیں زحمت نہ دیتا بیٹا"۔وہ شرمندگی سے بولے۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں سر۔میں دیکھ لوں گی۔آپ میٹنگ میں جائیں"۔انہیں تسلی دے کر وہ اس ننھے وجود کی طرف آئی جو آنکھیں موندے صوفے پر پڑا تھا۔

"کیا ہوا ہے اس چھوٹے سے گڈے کو؟"وہ اسکا ماتھا چیک کرتے ہوئے بولی جو دہک رہا تھا۔اسکی میٹھی آواز پر ہنی نے آنکھیں کھول کر خود پر جھکے وجود کو دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔وہ اسکے پاس بیٹھ کر اسکے شوز اتارنے لگی۔ہنی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جواب

اسکی ٹائی اتار رہی تھی۔اسکے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے وہ اسکا سر کشن پر رکھ چکی تھی۔ تبھی ڈاکٹر اندر آئی۔اس نے ہنی کو چیک کیا اور میڈیسن لکھ دیں۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد آفس کے فون سے ہی اس نے چوکیدار کو دوائیاں لانے اور ہنی کے لئے فروٹ کیک اور ملک پیک لانے کا کہا اور خود اسکے پاس آکر بیٹھ گئی جو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اپنا سر دبا رہا تھا۔وہ مسکرا کر خود اسکا سر دبانے لگ گئی۔

جب تک صغیر صاحب آئے وہ اسے کیک کھلا کر اور دودھ پلا کر دوا دے چکی تھی۔اب وہ اسکی گود میں سر رکھے سو رہا تھا جبکہ وہ کسی فائل پر کام کر رہی تھی۔

"بس بیٹا آپ جاو میں اب آگیا ہوں انہیں گھر لے جاتا ہوں"۔صغیر صاحب اسکا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولے تو وہ ایک نظر اس سوئے ہوئے وجود پر ڈال کر باہر نکل گئی۔

New Era Magazine

صغیر صاحب ہنی کو گھر لیکر پہنچے تو سامنے ہی فیاض احمد ملے جو لان میں بیٹھے تھے۔ہنی کو انکے ساتھ دیکھ کر انکی طرف بڑھے۔

"یہ آپکے ساتھ کیا کر رہا ہے؟"وہ سوئے ہوئے ہنی کو گود میں لیتے ہوئے بولے تو انہوں نے ساری بات من و عن سنادی۔صغیر کے جانے کے بعد فیاض احمد کافی دیر تک خاموشی سے پوتے کو دیکھتے رہے تھے جو انکی گود میں سو رہا تھا۔

دو دن بعد لنچ ٹائم کے بعد اچانک ہی آفس میں ہلچل مچ گئی۔آج فیاض احمد آفس آئے تھے۔وہ شاذونادر ہی آفس آیا کرتے تھے۔انکے پیچھے ہی انکا وفادار ملازم شریف تھا جو گود میں ہنی کو اٹھائے ہوئے تھا۔وہ جہانزیب کے آفس میں چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد صغیر صاحب روشانے کے آفس میں موجود تھے۔

"آپکو فیاض سر بلا رہے ہیں"۔انکے کہنے پر وہ انکے ساتھ ہی باس کے آفس میں آگئی۔

"بیٹھو"۔وہ سنجیدگی سے بولے۔وہ سامنے چیئر پر بیٹھ گئی۔ہنی مسکراتا ہوا اسکی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔

New Era Magazine

"دادو انہوں نے میرا خیال رکھا تھا۔اریب کی مما کی طرح میرے شوز بھی خود اتارے تھے، ٹائی بھی اتاری اور سر بھی دبایا۔پھر دودھ بھی خود پلایا"۔وہ خوشی سے بتاتے ہوئے اسکے گلے میں بازو ڈال چکا تھا۔روشانے حیرت سے اسکی فرینکنس دیکھ رہی تھی جبکہ فیاض احمد سنجیدگی سے اسے۔

"شریف ہنی کو آفس دکھالاو"۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا انہوں نے ساتھ کھڑے شریف کو مخاطب کیا۔

"جی صاحب"۔وہ کہہ کر ہنی کو لئے باہر نکل گیا۔روشانے نے انکو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہے تھے۔

"میرا پوتا کسی سے اتنی جلدی مانوس نہیں ہوتا جتنی جلدی تم سے ہو گیا ہے"۔فیاض احمد نے بات شروع کی تو وہ ناسمجھی سے انہیں دیکھنے لگی جو مزید کہہ رہے تھے۔

"وہ اسی سے مانوس ہوتا ہے جس سے اسے پیار ملے"۔انکے خاموش ہونے پر وہ ابھی بھی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔

"سنا ہے تمہاری ماں ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے"۔وہ پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے بولے۔

وہ ابھی بھی ناسمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری ماں کے علاج کے لئے تم بنک سے لون لے رہی ہو۔اسکے علاوہ اپنا گھر بھی بیچنا چاہتی ہو"۔وہ کہہ کر خاموش ہو گئے تھے جبکہ وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھ رہی تھی۔یہ وہ باتیں تھی جو کم از کم اس آفس میں کسی کو بھی معلوم نہیں تھیں۔اسکے گھر میں صرف ماں تھی جو بیمار تھی۔وہ خود بھی اپنی بیماری کے متعلق نہیں جانتی تھیں۔

"آپ کیسے جانتے ہیں یہ سب ؟اور مجھے کیوں بتا رہے ہیں ؟"وہ حیرت سے بولی۔

"بنک سے لون ملنے میں اور گھر کے معاملات حل کرنے میں تمہیں وقت لگے گا اور تمہاری ماں کا آپریشن جتنا جلدی ہو اتنا بہتر ہے۔اس لئے ایک پرپوزل لایا ہوں تمہارے پاس"۔وہ بولتے بولتے ایک منٹ کو رکے۔

"میرے بچوں کے لئے مجھے ایک ماں چاہیئے۔میری بہو جوان بچوں کا خیال رکھے بالکل ایک ماں کی طرح۔اسکے بدلے میں تمہاری ماں کا آپریشن آج ہی ہو جائے گا۔اسکے علاوہ بھی تم جو کچھ چاہو گی اور جتنا کچھ چاہو گی تمہیں سب مل جائے گا"۔اپنی بات کہہ کر وہ حیرت و پریشانی میں ڈوبی روشانے کو دیکھ رہے تھے جسکا رنگ پیلا زرد پڑ گیا تھا۔

New Era Magazine

"آ۔۔آپ۔۔۔مجھ۔۔۔مجھے۔۔۔خر۔۔۔خرید۔۔نا۔۔۔چاہتے ہیں"۔وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔لہجہ سپاٹ تھا۔

"نہیں تمہاری اور اپنی مجبوری کو حل کرنا چاہتا ہوں"۔جواباً وہ دوٹوک انداز میں بولے۔

"نہیں۔۔۔ایسے کیسے۔۔۔نہیں۔۔۔یہ ممکن نہیں ہے"۔وہ نفی میں سر ہلاتے بولی تھی۔آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔تبھی دروازے پر کھڑا جہانزیب اندر آیا تھا۔وہ ایک میٹنگ کے سلسلے میں ائیرپورٹ سے سیدھا آفس آیا تھا۔

"مس روشانے گو ٹو یور آفس"۔وہ سختی سے بولا تو وہ بنا اس کی طرف دیکھے روم سے نکل گئی۔اسکے جارحانہ تیور اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ سب سن چکا ہے۔

"یہ سب کیا ہے بابا جان؟"وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔ضبط کی شدت سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"کل آئمہ کی رپورٹس آئی ہیں۔اسکے دل میں سوراخ ہیں۔اسے چوبیس گھنٹے کیئر کی ضرورت ہے۔اسے توجہ صرف ایک ماں دے سکتی ہے۔ہنی کی بیماری میں اس لڑکی نے جیسے اسکا خیال رکھا مجھے لگا یہ ان بچوں کے لئے بالکل پرفیکٹ ہے"۔وہ غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے بولے۔لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"میں جانتا ہوں بابا کہ آپ ان سے بہت محبت کرتے ہیں مگر اسکے لئے یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔وہ میری ایمپلائی ہے۔پورے آفس میں سب سے باعزت, باکردار لڑکی ہے وہ۔اس سے آپ ایسی بات کریں گے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔آپ ایک دفعہ مجھ سے تو بات کر لیتے باباجان۔وہ کبھی نہیں مانے گی۔کوئی بھی لڑکی اپنی عزت نفس, اپنی انا کو مجروح نہیں کرے گی"۔وہ باپ کی حالت سمجھ سکتا تھا اس لئے نرمی سے انہیں سمجھاتے ہوئے بولا۔

"وہ کرے گی کیونکہ وہ ضرورت مند ہے۔اسے پیسے کی ضرورت ہے۔پیسہ انسان سے کچھ بھی کرواسکتا ہے"۔وہ کسی ہٹ دھرم بچے کی طرح بولے۔

"وہ نہیں کرے گی باباجان۔آپ لکھ کر لے لیں"۔وہ دوٹوک لہجے میں بولا تھا تبھی شریف ہنی کو لے آیا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

ابھی وہ وہاں بیٹھے بزنس کے متعلق باتیں ہی کر رہے تھے جب صغیر صاحب پریشانی سے اندر آئے۔

"سر یہ فائل جو آپ نے منگوائی تھی"۔وہ جہانزیب کو فائل تھماتے ہوئے بولے۔

New Era Magazine

"کوئی پریشانی صغیر صاحب؟" جہانزیب انہیں دیکھ کر بولا۔

"جی سر۔وہ ایکچوئلی تھوڑی دیر پہلے مس روشانے اچانک میرے پاس آئی تھیں۔انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔کچھ بھی کہے بنا وہ یہ دیکر چلی گئی ہیں"۔وہ جہانزیب کے سامنے روشانے کا ریزگنیشن لیٹر رکھتے ہوئے بولا۔جہانزیب نے ایک نظر باپ کو دیکھا جو نظریں چرا گئے۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں"۔جہانزیب کے کہنے پر صغیر صاحب واپس چلے گئے۔

آفس میں کام کا برڈن زیادہ ہونے کی وجہ سے فیاض احمد بھی آفس کے چکر لگا رہے تھے۔روشانے کی جگہ کسی کی ہائرنگ نہیں ہو سکی تھی اس لئے کام زیادہ ہو گیا تھا۔اسے آفس چھوڑے تقریباً پندرہ دن ہو چکے تھے۔ان باپ بیٹا میں دوبارہ روشانے کو لیکر کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔آج نہ جانے انکے دل میں کیا سمائی کہ اسکے آفس کے پاس سے گزرتے ہوئے صغیر صاحب سے پوچھ بیٹھے۔

"کوئی خبر ہے آپکو اس لڑکی کی؟میں نے سنا تھا اسکی ماں بیمار ہے تو کیسے علاج کروائے گی انکا؟"

New Era Magazine

"اسکی مدر کی تو ڈیتھ ہو گئی ہے"۔انکی بات پر فیاض احمد چلتے چلتے رک گئے۔

"کب؟"

"غالباً پانچواں دن ہے آج"۔

"تم نے بتایا نہیں"۔وہ شکوہ کرتے ہوئے بولے۔

"جہانزیب سر کو پتا تھا۔وہ تو جنازہ میں بھی گئے تھے۔مجھے لگا آپ جانتے ہوں گے"۔

انکی بات پر وہ خاموش ہو گئے۔

رات کو کھانے پر انہوں نے ایک نظر اپنے بچوں کو دیکھا پھر جہانزیب کو جو آئمہ کو گود میں بٹھائے کھانا کھلا رہا تھا۔وہاں پر اس وقت چھ نفوس موجود تھے۔پانچ سالہ زمر, تین سالہ زین اور دو سالہ آئمہ انکے نواسہ نواسی جنکی ماں آئمہ کی پیدائش کے وقت ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔انکے باپ نے چھ ماہ بعد دوسری شادی کر لی اور بچوں کو ننھیال بھیج دیا اور پلٹ کر خبر تک نہ لی۔انکے دائیں طرف حارث بیٹھا تھا جہانزیب اور صبا کا بیٹا۔اسکی ماں نے شادی کے ڈیڑھ سال بعد ہی حارث کو جنم دے کر اس نے خلع لے لی تھی۔جہانزیب تو اندر ہی اندر ٹوٹ گیا تھا مگر ان بچوں کے لئے خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔فیاض احمد دو ماہ قبل ہی بیوی کی موت کی وجہ سے خود کو ہارا ہوا

محسوس کرنے لگے تھے۔اتنے سال زبیدہ نے بچوں کو اپنی آغوش میں چھپا رکھا تھا مگر اب ایک مرتبہ پھر انکا گھر بکھر رہا تھا۔آئمہ کی بیماری نے انہیں بالکل توڑ دیا تھا۔کچھ سوچتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھ آئے تھے۔

اگلے دن صبح جہانزیب نے انہیں رف حلیے میں دیکھا تو حیرت سے بولا۔

"آپ آج آفس نہیں جا رہے؟"

"نہیں۔کسی سے ملنے جانا ہے"۔خاموشی سے دونوں ناشتہ کرنے لگے کہ جہانزیب کو باپ سے استفسار کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔بچے سکول جا چکے تھے بس آئمہ ابھی سو رہی تھی۔

"جہانزیب اگر میں تم سے کوئی کام کرنے کو کہوں تو تم وہ میری خوشی کے لئے کر لو گے" باپ کی بات پر جہانزیب نے حیرت سے انہیں دیکھا پھر مسکرا کر بولے۔

"بابا میں نے کبھی انکار کیا ہے کیا؟آپ حکم کریں"

"مجھے تم سے اسی تابعداری کی امید تھی"۔وہ خوش ہوتے ہوئے بولے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔

New Era Magazine

جہانزیب کے آفس جانے کے بعد وہ آئمہ کو لئے گھر سے نکلے تھے۔

"نانو ہم کہاں جا رہے ہیں" وہ اشتیاق سے بولی۔ جواباً وہ مسکرا کر بولے۔

"تمہارے لئے ماما لینے"۔

"سچ" وہ خوشی سے کھل اٹھی تھی۔

انکی بات پر شریف نے حیرت سے پیچھے مڑ کر اپنے مالک کو دیکھا تھا جو آج دو ماہ بعد دل سے مسکرائے تھے۔ گاڑی سے اترتے ہوئے انہوں نے مڑ کر شریف کو دیکھا اور شیشے پر جھک کر بولے۔

"دعا کرنا شریف کہ میں کامیاب لوٹوں"۔ وہ ایک آس سے بولے تو شریف نے دل سے آمین کہا۔

دروازے پر دستک ہوئی تو وہ جو کچن میں اپنے لئے ناشتہ بنا رہی تھی جلدی سے دوپٹا سر پر لیتی باہر آئی۔ اسے لگا تھا باہر ساتھ والی ساجدہ خالہ ہی ہوں گی مگر اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی پھر اپنی حیرت پر قابو پاتی دروازے سے ہٹ گئی۔

New Era Magazine

"اندر آجائیں"۔سلام کر کے وہ انکی ہمراہی میں اندر آگئی۔انہیں گیسٹ روم میں بٹھا کر خود بھی انکے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک"

"تمہاری مدر کا پتا چلا تھا۔بہت افسوس ہوا"۔انکی بات پر وہ خاموش رہی۔آئمہ اٹھ کر صحن میں موجود طوطوں کے پاس چلی گئی۔

"میں اس دن کے لئے تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں بیٹا۔میں مجبور تھا اس لئے وہ سب کہا۔تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا۔بس یہ چاہتا تھا کہ تمہاری اور میری مجبوری حل ہو جائے۔

اس دن ہنی تم سے مل کر بہت خوش تھا۔اسکی خوشی کی وجہ تم تھیں۔میں وہ وجہ ہمیشہ اپنے گھر لے آنا چاہتا تھا"۔اس سے پہلے کہ فیاض احمد مزید کچھ کہتے اس نے انہیں ٹوک دیا۔

"آئی ایم سوری سر بٹ میں اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتی"۔اس کے دوٹوک انداز پر وہ اٹھ کر اسکے پاس چلے آئے۔اس سے پہلے کہ وہ کھڑی ہوتی وہ اسکے پاس زمین پر بیٹھ گئی۔روشانے تو حیرت سے گنگ رہ گئی۔

New Era Magazine

"میرے بچوں کو بچالو روشانے۔میرے گھر کو ٹوٹنے سے بچالو۔تم وہ واحد ہو جو بنا کسی لالچ کے ان کو انکی محرومیوں سے آزاد کر سکتی ہو۔میرا بکھرا ہوا گھر سنوار سکتی ہو۔پلیز انکار مت کرنا"۔وہ اونچا لمبا مرد جو اسکی باپ کی عمر کا تھا اسکے سامنے گھٹنوں کے بل گرا ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا۔وہ انکار ہی نہیں کر سکی۔

خوشی سے آنسو پونچھتے انہوں نے روشانے کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔اللہ تمہیں خوش رکھے۔تمہارا نصیب اچھا کرے"۔وہ اسکا ماتھا چوم کر بولے اور اس کی ضروری اشیا لئے اسے گھر لے آئے۔

راستے میں آئمہ ان سے چھوٹے چھوٹے سوال کر رہی تھی اور وہ خوشی سے سرشار اسے جواب دے رہے تھے۔اشرف بھی مالک کو خوش دیکھ کر خوش تھا۔بس ایک وہ تھی جو سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ اس نے ٹھیک کیا کہ غلط۔

جہانزیب کو دوپہر کو ہی انہوں نے گھر بلا لیا تھا۔گھر میں داخل ہوتے ہی روشانے کو سامنے صوفے پر گم سم بیٹھے دیکھ کر وہ چونک گیا تھا۔فیاض احمد سے اسے کیسے منایا وہ نہیں جانتی تھی۔بس اسے یہ پتا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد اسکا نکاح ہوا تھا اور جہانزیب گھر سے نکل گیا تھا۔جسکا فیاض صاحب نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔وہ خوشی خوشی بچوں کو

انکی ماما سے ملا رہے تھے۔حارث تو اسکے گلے کا ہار بنا ہوا تھا۔آئمہ اور زین بھی خوش تھے مگر زمر اس سے فاصلے پر بیٹھا اس کو گھور رہا تھا۔وہ تو اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی کسی کو کیا نوٹ کرتی۔بس بت بنی سب دیکھ اور سن رہی تھی۔

بچوں کا ایک ہی روم تھا جس کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔زمر کا سنگل بیڈ تھا جو سائز میں سنگل سے بھی بڑا تھا۔زین اور ہنی ایک ہی بیڈ شئیر کرتے تھے۔البتہ آئمہ اپنے نانو کے پاس سوتی تھی۔بچپن سے وہ نانی کے پاس رہی تھی سو اب انکے بعد وہ نانا کے ساتھ اٹیچ ہو گئی تھی۔

رات کو ملازمہ اسے جہانزیب کے روم میں چھوڑ آئی تھی۔وہ ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا۔وہ خاموشی سے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔آج کے واقعے کو سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادی میں کھو گئی۔

صبح اسکی آنکھ فجر کے وقت کھلی تھی۔کمرہ ابھی تک خالی تھا۔بیڈ کی چادر پر کوئی شکن نہیں تھی جسکا مطلب تھا کہ وہ ابھی تک لوٹا ہی نہیں ہے۔وہ سر جھٹک کر نماز پڑھنے لگی۔نماز سے فارغ ہی ہوئی تھی کہ جہانزیب کمرے میں داخل ہوا اسے سامنے دیکھ کر وہ ایک لمحے کو ٹھٹھکا پھر ناگواری سے اس پر نگاہ دوڑاتا الماری کھول چکا تھا۔

"کتنی حیرت کی بات ہے کہ پیسہ انسان کو کیا کچھ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔کل رات پیسے کی خاطر تم نے نہ صرف چار بچوں کو قبول کیا بلکہ یہاں میرا دل بہلانے تک کے لئے آ گئیں۔کیا اتنی کشش ہے پیسے میں کہ کسی کی بھی رات رنگین کرنے کے لئے انسان تیار ہو جاتا ہے؟"کپڑے نکالتا وہ اس پر طنز کے تیر پھینک رہا تھا۔روشانے حیرت سے ششدر رہ گئی۔

"بابا نے مجھ سے کہا تھا کہ پیسہ انسان سے کچھ بھی کروا سکتا ہے مگر تمہیں لیکر میں نہیں مانا۔مجھے لگا کہ مس روشانے جن کو لوگ باکردار اور باحیا گردانتے ہیں وہ ایسا نہیں کریں گی مگر دیکھو تم یہاں میرے روم میں موجود ہو"۔اپنی بات کے آخر میں وہ تمسخر

سے ہنساتھا۔روشانے تو کھڑے کھڑے ہی زمین میں گڑ گئی تھی۔اسے تنفر سے دیکھتا وہ واشروم میں بند ہو گیا۔

وہ اپنے آپ کو گھسیٹتی روم سے نکلی تو پہلا سامنا فیاض احمد سے ہوا۔وہ اپنے ہی خیالوں میں گم انکے پاس سے گزرتی ہوئی باہر لان میں آگئی۔انہوں نے ایک نظر باہر جاتی روشانے کو دیکھ کر دوسری نظر جہانزیب کے کمرے کے بند دروازے پر ڈالی۔ان کو معاملہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی۔اس وقت ان دونوں میں سے کسی کو بھی چھیڑ نا ٹھیک نہیں تھا سو وہ بچوں کے روم کی طرف چلے گئے۔

زمر اٹھ چکا تھا۔انہوں نے پیار سے نواسے کا کندھا تھپتھپایا پھر پیار سے زین کو اٹھایا جو ہنی سے لپٹا سو رہا تھا۔آخر میں ہنی کی باری تھی۔

"ہنی میری جان تم بھی اٹھ جاو۔سکول نہیں جانا کیا"۔

وہ مندی مندی آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"ماما کہاں ہیں؟"اسکے سوال پر زین نے بھی انہیں دیکھا تو وہ مسکرا دیئے۔

New Era Magazine

"باہر لان میں ہیں"۔ان کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ دونوں کمرے سے باہر بھاگے۔انکا رخ لان کی طرف تھا۔انہوں نے کچھ حیرانگی سے زمر کو دیکھا جو دروازے کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟تم اپنی ماما سے نہیں ملوگے؟"انہوں نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"وہ میری ماما نہیں ہیں"۔وہ سپاٹ لہجے میں کہتا چینج کرنے چلا گیا۔وہ بس نوا سے کو دیکھ کر رہ گئے۔

وہ لان میں بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ہنی اور زین بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئے۔

"ماما آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"ہنی اسکی گردن میں جھولتے ہوئے بولا۔زین اسکے پاس آتے ہوئے جھجک رہا تھا۔اس نے دونوں کو دیکھ کر ایک گہرا سانس لیا اور زین کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔وہ خوشی سے اسکے ساتھ لگ گیا۔

"دور کیوں کھڑے تھے؟"وہ اسے اپنے اندر بھینچتے ہوئے بولی تو وہ ہنس دیا۔

"آپ ہمیں اٹھانے کیوں نہیں آئیں؟"ہنی کی بات پر وہ مسکرا دی۔

New Era Magazine

"بھول گئی تھی۔کل سے اٹھاوں گی"۔

"آپ ہمیں خود بریک فاسٹ کروائیں گی نا؟"زین کے سوال پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں بھئی؟خود کیوں نہیں کرو گے؟"

"بابا نا روز آئمہ کو بریک فاسٹ کرواتے ہیں۔ہمیں کوئی بھی نہیں کرواتا"۔ہنی کے منہ بسور کر کہنے پر اسے ان پر ترس بھی آیا اور پیار بھی۔

"چلو پھر آج میں اپنے ہاتھوں سے تم دونوں کو بریک فاسٹ کرواوں گی"۔

"سچ؟"دونوں اکٹھے بولے تو وہ مسکرا دی۔

ڈائننگ ٹیبل پر وہ دونوں اسکے دائیں طرف بیٹھے تھے۔وہ ان کو چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر ناشتہ کروا رہی تھی۔ٹیبل پر آتے فیاض احمد اور زمر نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا تھا جو بنا نخرے دکھائے ناشتہ کر رہے تھے۔

"بھئی آج خیریت تو ہے۔آج یہ دونوں بنا ہیر پھیر کے ناشتہ کر رہے ہیں"۔فیاض احمد خوشی سے بولے۔

"نانو ماما کل ہمارے لئے خود ناشتہ بنائیں گی"۔

"وہ بھی پراٹھوں کا"۔ہنی نے بھی لقمہ دیا۔

"ارے پھر تو اپنی ماما سے میری بھی سفارش کر دو۔ میں بھی یہ انڈا، بریڈ اور جیم کھا کھا کے تھک گیا ہوں"۔ وہ منہ بسور کر بولے تو دونوں قلقاریاں مارنے لگے۔

ٹیبل پر آتے جہانزیب نے حیرت سے سب کو دیکھا تھا۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ روشانے کے ہونٹ اسے دیکھ کر خود بخود سمٹ گئے تھے۔ اسکی باتیں یاد کر کے وہ سر جھکا گئی۔ ناشتہ خوشگوار موڈ میں کیا گیا تھا۔ جہانزیب کو حیرت ہوئی تھی کہ ایک ہی دن میں وہ ان بچوں کے چہروں پر خوشی لانے کا سبب بن چکی تھی۔

زین اور ہنی کو تیار کر کے زمر کے ساتھ اس نے سکول بھیج دیا تھا۔ وہ محسوس کر سکتی تھی کہ زمر نے اسے قبول نہیں کیا تھا۔ جہانزیب کے جانے تک وہ بچوں کے کمرے سے نہیں نکلی تھی۔ جب اسے یقین ہوا کہ وہ جا چکا ہے تب وہ لاونج میں آئی۔ جہاں آئمہ ایک کونے میں صوفے پر سمٹی بیٹھی تھی۔ فیڈر اسکے منہ میں تھا۔ اسکی حالت سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی اٹھی تھی۔

"ادھر آو"۔ اس نے پیار سے بلایا تو وہ اٹھ کر اسکے پاس آئی۔

"آپ ماما ہو نا؟" وہ تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہو کر بولی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ سٹیپ ماما ہو؟"اسکے سوال پر اس نے حیرت سے اس دو سال کی بچی کو دیکھا تھا۔ اس کے منہ سے ایسی بات سن کر وہ حیران رہ گئی تھی۔

"نہیں۔میں ماما ہوں"۔اس نے کہتے ہوئے نرمی سے اسکی کمزور سی کلائی تھام کر اپنے قریب کیا۔

"کس نے کہا کہ میں سٹیپ ماما ہوں"۔وہ اسکے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولی۔

"ماسی نے بھیا کو کہا تھا"۔اسکی بات سے اسے سمجھ آگئی تھی کہ زمر اس سے کھنچا کھنچا کیوں تھا۔

"اتنی کیوٹ سی ڈول نے ابھی تک فیس واش کیوں نہیں کیا؟ چلو میں آپکا فیس واش کرواتی ہوں"۔وہ اسے پچکارتے ہوئے اسے فیاض صاحب کے روم میں لے آئی تاکہ اسکے کپڑے لے سکے۔اسکی چیزیں لیکر وہ بچوں کے روم میں آگئی۔اسے نہلا دھلا کر اس نے ناشتہ کروایا اور فیاض احمد کے بتانے پر اسے میڈیسن دیں۔

سارا دن وہ اسی کے ساتھ رہی تھی۔

بچوں کے آنے سے پہلے فیاض احمد سے پوچھ کر اس نے انکی پسند کا کھانا بنایا تھا۔آئمہ کو ابھی وہ زبردستی فیاض احمد کے پاس چھوڑ کر آئی تھی۔اپنا سامان اس نے سٹور میں ہی

رکھ دیا تھا جو بچوں کے روم کے پاس تھا۔وہ کسی صورت بھی جہانزیب کے سامنے جانا نہیں چاہتی تھی۔

دوپہر کو وہ تینوں ڈرائیور کے ساتھ آئے تو وہ انہیں لان میں ہی ملی۔زین اور ہنی اسی کے پاس آ گئے۔
"کیسے ہو؟" وہ ان دونوں کے ماتھے چومتے ہوئے بولی۔ان دونوں سے بات کرتے ہوئے اس نے ایک نظر پیچھے کھڑے زمر پر ڈالی تھی جو ان کو ہی دیکھ رہا تھا۔چلو شاباش اندر چلتے ہیں۔وہ ان سے کہہ کر مڑی تو زمر ان سے پہلے ہی اندر چلا گیا۔

روم میں آ کر اس نے ان دونوں کو کپڑے دیئے۔زمر تب تک چینج کر کے آ چکا تھا۔ روشانے کی ہدایت پر ماسی جوس لے آئی تھی۔اس نے ٹرے پکڑ کر انہیں جانے دیا۔وہ ایک گلاس اٹھا کر زمر کے پاس آئی جو اپنے بیڈ پر بیٹھا کارپٹ کو دیکھ رہا تھا۔اس نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیکر اوپر اٹھایا۔

New Era Magazine

"میں سٹیپ ماما نہیں ہوں۔ صرف ماما ہوں اور میرے لئے تم چاروں ایک جیسے ہو۔ بہت پیارے, بہت اچھے۔ تو پھر میں اچھے بچوں کو کیوں کچھ کہوں گی؟" وہ نرمی اس سے پوچھتے ہوئے اسکے چہرے پر جھکی اور اسکی پیشانی چوم لی۔

"تم میرے بڑے بیٹے ہو اور بڑا بیٹا اپنی ماما کا سب سے لاڈلا ہوتا ہے"۔ پیار سے اسکا کندھا تھپتھپا کر کہتی وہ کچن میں آگئی تاکہ لنچ کے لئے ٹیبل سجا سکے۔

دوپہر کا کھانا ان سب نے ساتھ کھایا تھا۔ ٹیبل پر بس جہانزیب ہی نہیں تھا۔ فیاض احمد زین اور ہنی کو خوش دیکھ کر مطمئن تھے۔ زمر بھی ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ فیاض احمد جانتے تھے کہ روشانے اور اسکا تعلق بھی جلدی ہی ٹھیک ہو جائے گا۔

"ماما آپ کہاں سوئیں گی؟" ڈنر کے بعد وہ آئمہ کو انکے روم میں برش کروانے آئی تھی جب زین نے اس سے سوال کیا۔

"آپ بتاو کہاں سووں؟"

"ہمارے پاس"۔ ہنی نے فوراً جواب دیا تو وہ ہنس دی۔

"یس ماما۔ یہ ہمارا بیڈ اتنا بڑا ہے۔ آپ ہمارے پاس سوئیں گی پھر بھی اتنی جگہ بچ جائے گی"۔ زین نے فوراً ہاتھوں کے اشارے سے وضاحت دی تو وہ ہنس دی۔

"اوکے میری جان"۔ وہ کہہ کر آئمہ کو چینج کروانے ڈریسنگ روم میں لے گئی۔

رات وہ دونوں بہت خوش خوش سوئے تھے کیونکہ انکے دوسرے فیلوز کی طرح آج انکی ماما نے بھی نہ صرف انہیں سٹوری سنائی تھی بلکہ ان کے ساتھ بھی سوئی تھیں۔ البتہ زمر اپنے بیڈ پر پڑا اسے دیکھ اور سن رہا تھا مگر اسکے پاس نہیں آیا تھا۔

صبح اس نے ان دونوں کو تیار کروا کر نہ صرف انہیں خود ناشتہ بنا کر کھلایا تھا بلکہ ان تینوں کو لنچ بکس بھی بنا کر دیئے تھے۔ جہانزیب خاموشی سے سب کچھ نوٹ کر رہا تھا۔ کل رات وہ لیٹ واپس آیا تھا۔ تب تک سب سو چکے تھے۔ کمرے کو خالی دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔ لاشعوری طور پر وہ روشانے کی موجودگی ایکسپیکٹ کر رہا تھا۔ اسی لئے اتنی دیر سے آیا تھا کہ اس سے سامنا نہ ہو سکے۔ اسے روم میں نہ پا کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔

صبح اسے بچوں کے روم سے نکلتا دیکھ کر وہ چونکا تھا۔بچوں کی اس سے اٹیچمنٹ بھی حیران کن تھی۔اس کے آنے سے پہلے وہ تین گورنسز رکھ چکا تھا۔تینوں ہی پندرہ بیس دن وہاں رہی تھیں کیونکہ بچے ان میں سے کسی سے اٹیچ نہیں ہو سکے تھے۔ان کا روشانے سے لگاؤ جہانزیب کی سمجھ سے باہر تھا۔اپنی یہی حیرت اس نے بابا کے سامنے ظاہر کر دی۔

"بابا یہ بچے روشانے سے اتنی جلدی اٹیچ کیسے ہو گئے ہیں؟پہلے تو کسی سے نہیں ہوئے؟"اسکے سوال پر وہ مسکرا کر بولے۔

"کیونکہ پہلے تین جو آئی تھیں وہ گورنس بن کر آئی تھیں جبکہ روشانے انکی ماں بن کر آئی ہے"۔انکے جواب پر وہ خاموش ہو گیا۔

اس ڈھائی ماہ میں روشانے نے کسی کو بھی شکایت دیئے بغیر خوب دل لگا کر سب کا خیال رکھا تھا۔جہاں بچے اس سے خوش تھے وہیں فیاض احمد بھی اس کے شکر گزار تھے۔اس نے بہت سلیقے سے بچوں اور گھر کو سنبھال رکھا تھا۔بس روشانے اور جہانزیب کا رشتہ

جوں کا توں تھا۔ وہ نہ تو اس سے مخاطب ہوتا تھا اور نہ ہی وہ اس سے کچھ کہا کرتی تھی۔ بچے اب اس سے زیادہ روشانے سے اٹیچ ہو گئے تھے۔ زمر بھی اس کے رویے سے اس سے مانوس ہو رہا تھا۔ آج پورے ایک ہفتے بعد وہ اپنے بزنس ٹرپ سے لوٹا تھا۔ فیاض احمد سو چکے تھے سو وہ بچوں کو چیک کرنے انکے روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے پار سے آنے والی باتوں کی آواز نے اسے چونکا دیا تھا۔

"ماما آپ سو کیوں نہیں رہیں"۔ زمر نے اسکے بازو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"میری جان تھوڑا سا کام رہ گیا ہے بس وہ کر لوں۔ آپ کیوں نہیں سو رہے ہو؟"

"نیند نہیں آ رہی"۔ وہ منہ بسور کر بولا۔

"آپ ڈاکٹر آنٹی کے پاس گئی تھیں"۔ اسکے سوال پر روشانے نے چونک کر اسے دیکھا پھر زبردستی مسکرا کر بولی۔

"اب تو ٹھیک ہو گئی ہوں"۔

"مگر انہوں نے تو کہا تھا تین دن ڈرپ لگوانی ہے"۔ اس نے حیرت سے زمر کا چہرہ دیکھا جو اسکی اور ڈاکٹر کی بات بھولا نہیں تھا۔

"آج بزی تھی اس لئے نہیں گئی۔ کل چلی جاوں گی"۔ وہ رسان سے بولی۔

"آپ کے پاس منی نہیں ہے نا؟" اسکے سوال پر وہ واقعی شاکڈ رہ گئی تھی۔

"یہ کس نے کہا؟"

"آپ کل کسی سے کال پر کہہ رہی تھیں کہ مجھے پیمنٹ نہیں ملی۔ مجھے ضرورت ہے"۔ روشانے کو ایک دم ہاسپٹل سے واپسی پر اپنی کی گئی کال یاد آئی۔ وہ جب سے یہاں آئی تھی تب سے اپنی ضروریات کے لئے اس نے فریلانسنگ کرنی شروع کردی تھی۔ یہ کام وہ پہلے بھی کرتی تھی مگر شوقیہ۔ اب وہ جاب نہیں کرسکتی تھی اسی لئے ضرورت کے لئے یہ سب کررہی تھی۔ اسے خاموش دیکھ کر زمر مزید بولا۔

"ماما آپ بابا سے کہیں نا۔ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو وہ ہی ڈاکٹر کو پے کرتے ہیں"۔ اس نے مشورہ دیا۔ روشانے نے ایک گہرا اسانس بھر کر لیپ ٹاپ گود سے اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور زمر کو گود میں بٹھالیا۔

"وہ اسلئے پے کرتے ہیں کیونکہ وہ آپکے بابا ہیں۔ میرے بابا نہیں ہیں جو میرے لئے پے کریں۔ اور ویسے بھی میرے بیٹے کو میری اتنی فکر ہے یہ دیکھ کر میں بالکل ٹھیک ہو گئی ہوں"۔ وہ زمر کے گال پر بوسہ دے کر بولی۔

"آپ بالکل ٹھیک نہیں ہیں ماما۔آپ کو ابھی بھی فیور ہے"۔وہ اسکے ماتھے کو چھو کر بولا تو وہ ہنس دی۔

"چلو سو جاو۔صبح سکول بھی جانا ہے"۔وہ زمر کو نیچے اتارتے ہوئے بولی۔

"آج آپ میرے ساتھ سو جائیں۔۔۔پلیز"۔وہ ملتجی لہجے میں بولا تو وہ مسکرا کر اسکے بیڈ پر آ گئی۔لائٹ آف کرتے ہوئے اسے لگا کہ دروازے کے پاس سے کوئی گزرا ہے پھر اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک کر وہ سو گئی۔

روشانے اور زمر کی باتوں نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔وہ اس گھر میں پچھلے ڈھائی ماہ سے رہ رہی تھی۔سب کی خدمت کر رہی تھی۔جہانزیب نے اسے دن رات بچوں کی فکر میں گھلتے دیکھا تھا مگر اسکا اپنا خیال رکھنے والا اسکی ضرورتوں کا پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔کیسی عورت تھی وہ؟جہانزیب اسے سوچتے سوچتے سو گیا۔

صبح وہ لیٹ اٹھا تھا۔گھڑی پر ٹائم دیکھا تو نو بج رہے تھے۔جلدی سے تیار ہو کر نیچے آیا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔اسکا ارادہ روشانے کے پاس جانے کا تھا مگر آفس سے کال آنے پر

New Era Magazine

اسے اپنا ارادہ ترک کرنا پڑا۔فیاض احمد اب گھر پر ہی ہوتے تھے۔اس نے سوچا آفس سے انہیں کال کر کے روشانے کے متعلق بتا دے گا مگر اتنے دنوں بعد واپسی پر اچھا خاصا کام اسکا انتظار کر رہا تھا جس میں لگ کر وہ اپنا آپ بھلا بیٹھا کجا یہ کہ روشانے کو یاد رکھتا۔

شام سات بجے اسکی واپسی ہوئی تھی۔گاڑی سے اترا ہی تھا کہ حارث بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا۔جہانزیب نے اسے گود میں اٹھا کر پیار کیا۔

"ماما کہاں ہیں بابا؟"وہ پریشانی سے بولا۔

"کیا مطلب؟گھر پر نہیں ہیں کیا؟"وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔تبھی اسے روشانے کی خراب طبیعت کا خیال آیا تھا۔

"ماسی!ماسی کہاں ہیں آپ؟"وہ ماسی کو پکارتا ہوا اندر آیا جہاں زین اور زمر رو رہے تھے۔تبھی ماسی بھاگتی ہوئی وہاں آئیں۔

"جی بیٹا"۔

"روشانے کہاں ہے؟"ماسی نے ایک نظر روتے ہوئے بچوں پر ڈالی پھر اسے دیکھ کر بولیں۔

"وہ ہاسپٹل ہیں بیٹا۔ بڑے صاحب لیکر گئے ہیں۔اچانک دوپہر میں کھانا بناتے ہوئے بے ہوش ہو گئی تھیں"۔ماسی کے بتانے پر اسے معاملے کی سنگینی کا ادراک ہوا تھا۔

"کونسے ہاسپٹل؟"وہ نام پتا پوچھ کر باہر نکلنے لگا تو روتا ہوا زمر اسکا ہاتھ تھام گیا۔

"مام بھی باباکے ساتھ ہاسپٹل گئی تھیں۔کیا ماما بھی انکی طرح واپس نہیں آئیں گی؟" آنکھوں میں آنسو لئے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔جہانزیب کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"نہیں۔اسے کچھ نہیں ہوا ہے۔وہ ٹھیک ہے"۔وہ اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔

"تم سب چلو میرے ساتھ۔ہم ماما سے مل کر آتے ہیں"۔وہ صوفے پر سوئی ہوئی آئمہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولا جو خود ماما اور نانو کی غیر موجودگی میں رو رو کر سو گئی تھی۔

وہ ہاسپٹل پہنچا تو وہاں باباکو ہاسپٹل سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔زمر بھاگ کر ان تک پہنچا۔

"نانو ماما کہاں ہیں؟"فیاض احمد نے چونک کر اسے دیکھا پھر باقی سب کو دیکھ کر ملامت بھری نظروں سے جہانزیب کو دیکھا جو باپ سے نظریں چرا گیا۔

"وہ 107 روم میں ہے۔ تم لوگ جاو مل لو ان سے۔ میں ابھی آتا ہوں"۔ وہ بچوں کو کہہ کر باہر جانے لگے تو جہانزیب بولا۔

"کہاں جا رہے ہیں بابا؟"

"اسے گھر لا کر بھول گیا تھا کہ وہ صرف میری ذمہداری ہے۔ اسکا خیال رکھنا بھی میرا ہی فرض ہے۔ وہی فرض نبھانے کی کوشش کر رہا ہوں جس سے اتنے دن تک غافل رہا۔ خیر بچوں کو انکی ماں کے روم میں چھوڑ کر چلے جانا۔ جب انہوں نے گھر آنا ہو گا میں ڈرائیور کو بلوا لوں گا"۔ وہ سرد اور سپاٹ لہجے میں کہتے وہاں سے نکل گئے۔

وہ بیڈ پر نیم دراز تھی جب بچے اندر آئے۔ سب سے آگے زمر تھا جسکے پیچھے حارث اور زین تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ مسکرا دی۔ تبھی جہانزیب گود میں آئمہ کو لئے داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر روشانے کے ہونٹ پل میں سکڑے تھے۔ جہانزیب نے اسکے فیس ایکسپریشن نوٹ کئے تھے۔

"ماما آپ ٹھیک ہیں نا؟" زمر نے بیڈ کے پاس آ کر پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہو؟ اور روئے ہو کیا؟" وہ اسکی آنکھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ماماہم پریشان ہو گئے تھے"۔حارث بیڈ پر چڑھتا ہوا بولا۔اس نے تینوں کے ماتھے چوم کر انہیں اپنے پاس بٹھالیا۔جہانزیب آئمہ کو صوفے پر لٹا کر اسکے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔

"کیسی ہو؟"وہ گلا کنکھارتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہوں"۔وہ بنا اسے دیکھے بولی تھی۔ تبھی کمرے میں فیاض احمد داخل ہوئے۔

"یہ میڈیسن لے لو"۔وہ کچھ شرمندگی سے اسے میڈیسن تھماتے ہوئے بولے۔وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہوش میں آئی تھی تبھی نرس نے انہیں میڈیسن لینے بھیج دیا تھا۔انکی اس سے کوئی بات نہیں ہو سکی تھی۔روشانے نے خاموشی سے میڈیسن لے لی۔

"ماما آپ گھر چل رہی ہیں نا ہمارے ساتھ؟"زمر نے اسکا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

"نہیں۔آج ماما یہیں رہیں گی۔کل شام تک گھر آئیں گی"۔فیاض احمد کی بات پر سب نے انہیں دیکھا تھا۔

"ماما پلیز گھر چلیں"۔زمر اس سے لپٹتے ہوئے بولا۔اسکی آواز میں خوف وہ محسوس کر سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے ہم گھر چلیں گے رومت"۔وہ اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"ڈاکٹر نے منع کیا ہے روشانے"۔فیاض احمد نے اسے ٹوک دیا۔

"میں ٹھیک ہوں اب"۔وہ اپنے ساتھ لگے زمر کا بازو سہلاتے ہوئے بولی۔

"مگر روشانے۔۔۔"اس سے پہلے کہ جہانزیب کچھ کہتا وہ بات کاٹ گئی۔

"بے فکر رہیں اتنی جلدی نہیں مروں گی"۔وہ سپاٹ لہجے میں کہتی زمر کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔فیاض احمد ایک نظر ان دونوں کو دیکھ کر روم سے نکل گئے۔

واپسی پر آئمہ جاگی تو وہ روشانے کے گود میں چڑھ گئی۔اس کی گردن میں بازو ڈالے وہ اسکی گردن میں منہ دیئے اس سے کچھ کہہ رہی تھی جسکا جواب وہ بھی سرگوشی میں ہی دے رہی تھی۔ڈرائیو کرتے جہانزیب نے ایک نظر ان کو دیکھا پھر نظر سامنے مرکوز کر دی۔

وہ گھر آئی تو وہ چاروں اسے لیکر اپنے روم میں آ گئے۔فیاض احمد سٹڈی میں چلے گئے جبکہ جہانزیب ہال میں ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔کافی دیر تک وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا رہا پھر اٹھا اور سٹڈی میں چلا آیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر راکنگ چیئر پر بیٹھے فیاض احمد نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اپنی کتاب میں مگن ہو گئے۔ وہ چلتا ہوا ان تک آیا اور انکی گود میں سر رکھے چیئر کے پاس ہی دوزانو بیٹھ گیا۔ فیاض احمد کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر مسکرا کر اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگے۔

"کیوں خود کو اور اسے تکلیف دے رہے ہو جہانزیب؟"

"میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ہاں نکاح والے دن غصہ میں الٹا سیدھا بول گیا تھا بٹ آئی پرامس اب کچھ نہیں کہا"۔وہ انکی گود میں سر رکھے بولا تھا۔فیاض احمد کو وہ اس وقت کوئی چھوٹا سا بچہ ہی لگ رہا تھا۔

"ایک عورت پر دنیا ختم تو نہیں ہو جاتی۔تم اسے پرکھو تو سہی۔تم نے سوچا پہلی ایسی تھی تو یہ بھی ویسی ہی ہو گی۔یہ بھی تو عورت ہے جہانزیب جسے اس دنیا سے زیادہ اس دنیا کی فکر ہے جس میں ہمیں جانا ہے۔اسے دنیاوی چیزوں سے کوئی لگن نہیں ہے۔وہ مجھ سے ایک روپیہ تک لینے کی روادار نہیں ہے۔نہ کبھی کچھ کہتی ہے کہ اسے کچھ چاہیئے۔ اپنی ضروریات کے لئے خود محنت کر رہی ہے حالانکہ تمہاری ذمہ داری ہے وہ جہانزیب۔کیا تم نہیں جانتے کہ اسکا نان ونفقہ کی ذمہداری تمہاری ہے؟

بیٹا وہ جب سے آئی ہے صرف فرائض ادا کر رہی ہے۔ اسکے بھی تو حقوق ہیں نا۔ کیا اسکی کوئی خواہش نہیں ہو گی؟" باپ کی بات وہ سن اور سمجھ رہا تھا مگر بولا کچھ نہیں۔

"مجھے آج اسکے سامنے اتنی شرمندگی ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پلیز اسے سمجھو جہانزیب۔ وہ ہمارا احساس کر رہی ہے تو تم بھی اسکا احساس کرو میرے بچے۔ یہ نہ ہو کہ ماضی کی چنگاریوں سے اپنے حال اور مستقبل کو جلا بیٹھو"۔ وہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ جہانزیب ویسے ہی بیٹھا رہا۔ کافی دیر بعد وہ اٹھا اور انہیں دیکھے بغیر روم سے نکل گیا۔

روشانے کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو اس نے دوبارہ اپنے آپ کو کاموں میں مصروف کر لیا۔ فیاض احمد نے خود اسکا خیال رکھنا شروع کر دیا تھا۔ انہیں وہ اپنی مرحوم بیٹی کی طرح عزیز تھی۔ جہانزیب کو اتنا سمجھانے پر بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اب کی بار انہوں نے خود ہی کوئی قدم اٹھانے کا سوچا تھا۔ اپنی بات پر عمل پیرا ہونے کے لئے انہوں نے بہن کو فون ملا دیا۔

New Era Magazine

"کیسی ہو چھوٹی؟"

"میں تو اچھی ہوں بھائی پر آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے؟ بچے تو ٹھیک ہیں نا؟" وہ پریشانی سے بولیں۔

"سب ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔ تمہارے بھائی کو بہت فکریں لگ گئی ہیں"۔

"کیوں کیا ہوا بھائی؟ سب خیریت تو ہے نا؟" وہ پریشانی سے بولیں تو فیاض احمد نے من و عن سب کہہ دیا۔

"یہ تو بہت غلط بات ہے"۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔

"اچھا پریشان نہ ہوں۔ میں کچھ دنوں تک آ رہی ہوں۔ سب حالات کا جائزہ لیکر پھر ہی کوئی قدم اٹھائیں گے"۔ انکی پر سوچ آواز پر فیاض احمد مسکرا دیئے۔ جانتے تھے کہ جو جائزہ لیکر قدم اٹھانے کی بات وہ کہہ رہی تھیں وہ قدم وہ سوچ چکی ہیں۔ دو تین باتوں کے بعد انہوں نے ریلیکس ہو کر فون بند کر دیا۔

ٹھیک دس دن بعد چھوٹی دادی گھر پر موجود تھیں۔ جہانزیب آفس تھا۔ بچے سکول۔ آئمہ ابھی اٹھی نہیں تھی۔ فیاض احمد اپنے روم میں تھے جبکہ روشانے کچن میں ماسی کے ساتھ کھانا بنا رہی تھی جب اجنبی آواز پر باہر آئی۔

"ارے کوئی ہے بھی گھر میں کہ الو بس رہے ہیں اب اس گھر میں"۔طاہرہ بیگم کی آواز پر وہ باہر آئی۔وہ لاونج میں ہی صوفے پر بیٹھ چکی تھیں جبکہ انکے ساتھ ہی ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔وہ سلام کرتی ہوئی انکے پاس آئی۔طاہرہ نے سر سے لیکر پاوں تک اسکا جائزہ لیا اور پھر اٹھ کر اسکا ماتھا چوما۔انکی آنکھیں ایک دم بھیگ گئی تھیں۔

"فیاض کی بہن ہوں میں۔تمہاری پھپھو ساس"۔وہ حیران کھڑی روشانے سے بولیں۔

"سوری مجھے پتا نہیں تھا۔آپ پلیز بیٹھیں نا۔میں بابا کو بلاتی ہوں"۔وہ شرمندہ سی بولی تو وہ مسکرا دیں جبکہ انکے ساتھ کھڑا لڑکا ابھی بھی حیرت سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔وہ اسے اگنور کرتی فیاض کو بلانے چلی گئی۔

"چھوٹی تم کب آئیں؟بتایا بھی نہیں آنے کا"۔بہن سے ملتے ہوئے وہ خوشی سے پوچھ رہے تھے۔

"بس ابھی آئی ہوں"۔وہ بھائی کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے بولیں۔اسجد آگے بڑھ کر ان سے ملا۔تبھی وہ سب کے لئے فریش جوس لے آئی۔

New Era Magazine

"یہاں بیٹھو میرے پاس"۔طاہرہ اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولیں۔اسجد ابھی بھی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔اسے وہ لڑکی دیکھی دیکھی سی لگ رہی تھی۔

"کیا نام ہے میری بیٹی کا؟"

"روشانے"۔اسجد اسکے نام پر چونکا تھا۔

"آپ روشانے کاظمی ہیں نا؟"اسجد نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟میرا مطلب ہے کہ آپ۔۔۔"اسجد کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے تبھی طاہرہ بولیں۔

"ارے یہ جہانزیب کی بیوی ہے۔یہ اسکا اپنا گھر ہے"۔

"سوری مجھے علم نہیں تھا۔آپ نے شاید مجھے پہچانا نہیں ہم یونیورسٹی فیلورہ چکے ہیں"۔

وہ ابھی بھی اسے پہچان نہیں سکی تھی۔اسجد مبہم سا مسکرا دیا۔

"اماں یہ اتنی ریزرو رہتی تھیں کہ انہیں یہ تک یاد نہیں ہوگا کہ انکی کلاس میں کون کون تھا۔بس اپنے کام سے کام رکھتی تھیں یہ"۔وہ ماں کو بتانے لگا تو وہ مسکرا کر اسی کو دیکھنے لگیں جو فرش کو دیکھ رہی تھی۔فیاض احمد طاہرہ سے باتوں میں لگے تو وہ اٹھ کر کچن میں آ گئی۔

New Era Magazine

بچے گھر آئے تو چھوٹی دادو اور چاچو کو دیکھ کر کھل اٹھے۔ان سے مل کر اب انکا رخ کچن کی طرف تھا جہاں وہ زمر کے لئے پراٹھے بناری تھی جو وہ دوپہر کو بھی کھاتا تھا۔وہ انہیں روم میں جانے کا کہہ کر خود جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔پانچ منٹ میں وہ بچوں کے پاس تھی۔ان کو چینج کروا کر وہ باہر لے آئی۔آئمہ بھی اٹھ چکی تھی جو اسکی گود میں چڑھ چکی تھی۔وہ بابا اور پھپھو کو بلا کر خود بھی ٹیبل پر آ گئی۔

ابھی کھانا شروع ہی ہوا تھا کہ جہانزیب آ گیا۔پھپھو اور اسجد کو دیکھ کر وہ بھی حیران ہوا تھا پھر پھپھو نے اسے کھانے پر بٹھا لیا۔جلدی جلدی میں وہ جتنا کر سکتی تھی اتنا انتظام اس نے کیا تھا۔پھپھو نے کھانے کی دل کھول کر تعریف کی۔وہ مسکرا کر بچوں میں مصروف ہو گئی۔

کھانے کے دوران جہانزیب اسجد کو نوٹ کر رہا تھا جو مسلسل روشانے کو ہی دیکھ رہا تھا۔نہ جانے کیوں جہانزیب کو یہ بات ناگوار گزری تھی۔وہ بے ساختہ روشانے کو پکار اٹھا۔

"روشانے پانی دینا"۔روشانے نے حیرت سے جہانزیب کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اسکی نظروں میں کیا تھا وہ سمجھ نہیں سکی۔گلاس میں پانی ڈال کر اس نے جہانزیب کی طرف بڑھا دیا۔کھانا کھانے کے باوجود وہ تب تک وہاں سے نہیں اٹھا جب تک روشانے بچوں کو لیکر چلی نہیں گئی۔

وہ آئمہ کو کارٹون لگا کر دے رہی تھی جب جہانزیب وہاں آیا۔

"جب انسان چار لوگوں میں موجود ہو تو اسے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے چاہیئں"۔وہ اسکا بازو جکڑے کہہ رہا تھا۔درد کی شدت سے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

جہانزیب نے ایک دم اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"سوری میں۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا وہ خود وہاں سے ہٹ گئی۔اس کے پیچھے کھڑے ہنی کو باپ کی حرکت ناگوار گزری تھی۔

"آپ نے میری ماما کو ہرٹ کر دیا ہے"۔غصے سے کہتا وہ روشانے کی پیچھے بھاگا تھا۔

رات کو ڈنر کے بعد وہ سب کے درمیان نہیں بیٹھی تھی۔کچن کے کاموں سے فری ہو کر وہ آئمہ کو لئے روم میں آ گئی۔بچوں کی یونیفارم ماسی رکھ گئی تھیں انکی چیزیں چیک

New Era Magazine

کر کے وہ آئمہ کے پاس ہی لیٹ گئی جو منہ میں فیڈر لئے لیٹی تھی۔اسے لیٹا دیکھ کر وہ اسکے کندھے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔روشانے آہستہ سے اسکے بال سہلانے لگی۔

"ماما آپکو چھوٹی دادو بلا رہی ہیں"۔زین بند ہوتی آنکھوں سے کہتا اسکے دوسرے کندھے پر سر رکھ کر بولا۔وہ سب انہیں چھوٹی دادو ہی کہتے تھے جبکہ اسجد کو چاچو۔وہ اٹھنے لگی تو دونوں نے اسے پکڑ لیا۔

"تھوڑی دیر رک جائیں"۔زین کی نیند میں ڈوبی آواز پر وہ مسکرا دی۔آئمہ بھی آنکھیں موندے فیڈر ختم کرنے میں مصروف تھی۔تھوڑی دیر میں جب وہ دونوں سو گئے تو وہ ان پر کمبل ڈالتی لائٹس آف کرتی باہر آگئی۔

"سوری وہ بچوں کو نیند آرہی تھی"۔وہ طاہرہ کے پاس بیٹھتے ہوئے منمنائی۔

"کوئی بات نہیں۔جہانزیب بھئی تمہاری بیوی نہ تو ہاتھوں میں کچھ ڈالتی ہے اور نہ ہی گلے میں کچھ پہنتی ہے۔تم نے بتایا نہیں ہے کیا اسے کہ شادی شدہ لڑکیاں ایسے نہیں رہتیں"۔پھپھو اسکا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے بولیں۔اس نے ایک نظر روشانے پر ڈالی جو نظریں جھکائے ہی بیٹھی تھی۔

New Era Magazine

"اماں یہ تو شروع سے ہی سمپل رہتی ہیں۔یونیورسٹی میں بھی کوئی بناؤ سنگھار نہیں کرتی تھیں"۔اسجد کے بولنے پر طاہرہ اور فیاض احمد مسکرا دیئے جبکہ وہ خاموش ہی رہی۔جہانزیب کو یہ ذکر اچھا نہیں لگا۔

"بیٹا اب تم شادی شدہ ہو اس لئے سج بن کر رہا کرو۔شوہر کو اچھا لگے گا"۔وہ اسکی تھوڑی کو اونچا کر کے بولیں۔وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

سب باتوں میں مگن ہوئے تو اچانک اس نے ٹائم دیکھا۔ساڑھے بارہ ہو رہے تھے۔وہ اٹھ کر زمر اور ہنی کے پاس آئی جو کارٹون دیکھ رہے تھے۔اس نے ٹی وی آف کر دیا۔

"کافی ٹائم ہو گیا ہے۔اٹھ جاؤ دونوں۔کل سکول بھی جانا ہے"۔اسکی بات پر زمر تو اٹھ کھڑا ہوا مگر ہنی نے اسکے سامنے بازو پھیلا دیئے۔اس نے مسکرا کر اسے گود میں اٹھا لیا۔

"بڑے ہو گئے ہو اب"۔وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے بولی۔

"ماما یہ بٹر نگ کر رہا ہے۔آج آپ میرے ساتھ سوئیں گی۔آج میری ٹرن ہے"۔

زمر اسکا ہاتھ پکڑے بولا تو وہ مسکرا دی۔ان کے جانے کے بعد طاہرہ جہانزیب سے مخاطب ہوئیں۔

New Era Magazine

"کیا مطلب ہے کہ میری ٹرن ہے؟ وہ کیا بچوں کے روم میں سوتی ہے؟" انکے سوال پر وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔ سامنے نظر پڑی تو اسجد اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں اپنے روم میں ہی سوتی ہے بس انہیں سلانے گئی ہے"۔ وہ نظریں جھکائے بولا۔

وہ اسجد کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسکی آنکھ ابھی لگی ہی تھی کہ کسی نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔ مندی مندی آنکھوں سے سامنے جہانزیب کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"روم میں چلو"۔ اسکی بات پر اس نے ہونقوں کی طرح اسکا چہرہ دیکھا۔

"پھپھو کو شک ہو رہا ہے ہمارے رشتے پر اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی فسانہ بنے اسلئے اٹھو اور روم میں چلو"۔ وہ سختی سے بولا تو مجبوراً اسے اٹھنا پڑا مگر اپنے ساتھ وہ آئمہ کو اٹھانا نہیں بھولی تھی۔

جہانزیب چینج کر کے آیا تو وہ آئمہ کو بیڈ پر لیٹا کر اسکے ایک طرف تکیہ رکھ چکی تھی۔ خود وہ صوفے پر سو رہی تھی۔ جہانزیب ایک گہری سانس لیکر بیڈ کی طرف آ گیا۔

طاہرہ کو آئے آج پانچواں دن تھا۔انکا رویہ روشانے کے ساتھ بہت اچھا تھا۔بس اسجد اسکی سمجھ سے باہر تھا جو جہانزیب کے سامنے ہی اس سے فری ہونے کی کوشش کرتا تھا۔آگے پیچھے وہ بالکل صحیح رہتا تھا۔وہ صبح سے کام میں لگی ہوئی تھی کیونکہ بابا کے کچھ ریلیٹوز دوپہر کو کھانے پر انوائیٹڈ تھے۔ملازمہ چھٹی پر تھی سو سارا بوجھ اس پر آگیا تھا۔ سب کو لنچ کروا کر کاموں سے فری ہو کر وہ بچوں کے روم کی طرف جا ہی رہی تھی کہ راستے میں آئمہ مل گئی۔اسکی فیڈر کی فرمائش پر وہ اسے لئے روم میں آگئی۔وہ اسکے کندھے پر سر رکھ کر فیڈر پیتی تھی سو وہ بیڈ پر ہی لیٹ گئی۔آئمہ کے ساتھ وہ خود بھی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

جہانزیب آج جلدی واپس آگیا تھا۔لنچ میں وہ تھوڑی دیر کے لئے ہی آیا تھا۔روم میں آتے ہی آئمہ کے ساتھ اسے بھی بیڈ پر سوتے دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

اسکے چہرے پر پھیلا سکون اسے اٹریکٹ کر رہا تھا۔کوئی سادگی میں بھی اتنا اچھا لگ سکتا ہے وہ نہیں جانتا تھا۔اسکی گندمی رنگت اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔بے خودی میں قدم اٹھاتا وہ اسکے پاس آیا اور وہیں بیڈ پر بیٹھ گیا۔

وہ روشانے کے پرسکون چہرے کو تک رہا تھا۔اسکا ایک ہاتھ روشانے کے اوپر سے ہوتا ہوا اسکے قریب ہی بیڈ پر رکھا ہوا تھا۔اسکی نظروں کا ارتکاز تھا یا کچھ اور کہ وہ کسمسا کر

New Era Magazine

اٹھ گئی۔اپنے قریب بیٹھے جہانزیب کو دیکھ کر وہ ایک لمحے میں اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ جہانزیب بھی کھڑا ہو چکا تھا۔کچھ بھی کہے بنا وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا مگر روشانے کے الفاظ نے اسکے قدم جکڑ لئے۔

"سوری۔آئندہ اپنی اوقات یاد رکھوں گی"۔شرمندہ لہجے میں کہتی وہ روم سے باہر نکل گئی۔جہانزیب ایک قدم بھی اٹھا نہ سکا۔

وہ ساری رات اس نے روشانے کے انتظار میں کاٹ دی تھی مگر وہ نہیں آئی۔وہ اس سے ایکسکیوز کرنا چاہتا تھا مگر اس نے موقع ہی نہیں دیا۔صبح وہ بچوں کے روم سے نکلی تو جہانزیب اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"روشانے جیم پاس کر دیں پلیز"۔وہ ہنی کو لقمہ بنا کر دے رہی تھی جب اسجد نے اسے پکارا۔اس نے بنا اسے دیکھے جیم اسکی طرف بڑھا دیا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں روشانے کو بھابھی کہنا چاہیئے"۔جہانزیب کی بات پر سب نے اسے چونک کر دیکھا تھا سوائے روشانے کے۔طاہرہ تو منہ جھکائے مسکرا دیئے۔

New Era Magazine

"وہ مجھ سے چھوٹی ہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ مجھے روشانے کا نام بہت پسند ہے"۔

اسجد نے ڈھٹائی سے مسکرا کر کہا۔

"بھابھی کہے یا روشانے کیا فرق پڑتا ہے بیٹا"۔فیاض احمد نے بات ہی ختم کر دی۔

روشانے بچوں کو ناشتہ کروا کر باہر گاڑی تک چھوڑنے آئی تھی۔آئمہ اسکے ساتھ ہی تھی۔گاڑی کے گیٹ سے نکلنے پر وہ جونہی مڑی اپنے پیچھے کھڑے جہانزیب سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"سوری"۔مدھم سا کہتی وہ سامنے سے ہٹ گئی۔

رات وہ کافی لیٹ کمرے میں آئی تھی۔جہانزیب صوفے پر فائلز بکھرائے بیٹھا تھا۔اس نے سوئی ہوئی آئمہ کو بیڈ پر لٹانا چاہا تو جہانزیب نے اسے لیکر صوفے پر لٹا دیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہ اسکے دونوں بازو تھام چکا تھا۔روشانے کے دل میں ایک ٹیس اٹھی تھی۔کچھ بھی کہے بنا جہانزیب نے اسے جھٹکے سے خود سے لگا لیا۔

New Era Magazine

"آج میں تمہیں تمہاری اوقات بتانا چاہتا ہوں۔ تمہاری حیثیت کا تعین کرنا چاہتا ہوں"۔نرمی سے کہتے ہوئے اس نے روشانے کو اپنے اندر بھینچ لیا جو کسی بھی مزاحمت کے بغیر خود سپردگی کر چکی تھی۔

صبح وہ اٹھی تو جہانزیب بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا اسی کو دیکھ رہا تھا۔اس نے اٹھنا چاہا تو جہانزیب نے اس کے کندھوں پر زور دیکر اسے دوبارہ لٹا دیا۔اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اس نے جھک کر اسکا ماتھا چوم لیا۔

"تم سے کچھ کہنا ہے روشانے"۔وہ اسکے بالوں کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولا۔

"پلیز کچھ مت کہے گا۔آپ کے رویوں اور کل کے عمل نے مجھ پر بہت کچھ واضح کر دیا ہے"۔وہ خود کو کمپوز کرتی کہہ کر اٹھ بیٹھی تھی۔جہانزیب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مجھ تک پیش قدمی آپ نے صرف اسلئے کی ہے کیونکہ میں آپ کے بچوں کی ضرورت ہوں۔ مجھ پر اپنی مہر لگائی ہے کیونکہ آپکو لگتا ہے کہ میرا کردار ہلکا ہے۔ نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کہیں آپکے کزن کے ساتھ۔۔۔"اس سے آگے وہ بول نہیں

سکی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اگر بولتی تو بکھر جاتی۔وہ اسکے سامنے بکھرنا نہیں چاہتی تھی۔

"میں اس گھر میں لائی ہی آپکے بچوں کے لئے گئی تھی۔یہ بات مجھے یاد ہے اور رہے گی۔آپ نے میری اوقات کا تعین اسی دن کر دیا تھا جب میں نے پہلی دفعہ یہ دروازہ کراس کیا تھا۔آج حیثیت بھی بتادی ہے۔آپ کی ضرورت پوری کرنا میرا فرض ہے کہ میں آپکے نکاح میں ہوں۔اسلئے آگے بھی اپنی اوقات اور حیثیت یاد رکھوں گی"۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔جہانزیب نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔اس نے اسکی طرف پیش قدمی جن وجوہات کی وجہ سے کی تھی ان میں سے ایک یہ بھی تھی جو وہ کہہ گئی تھی۔ایک تلخ تجربہ نے اسے کیا سے کیا بنا دیا تھا۔

"زین ماما کہاں ہیں آپکی؟" طاہرہ کے سوال پر ٹیبل پر آتے جہانزیب نے بھی زین کو دیکھا تھا۔

"ماما کو بھوک نہیں ہے۔انکی طبیعت بھی خراب ہے"۔زمر کے کہنے پر وہ گہرا سانس لیتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے روشانے کو؟" فیاض احمد پریشانی سے بولی۔

"بخار ہے بابا"۔وہ کہتے ہی پانی کا گلاس منہ کو لگا گیا۔

"تو کوئی میڈیسن دو نا اسے۔ناشتہ کراو"۔ پھپھو کے کہنے پر اس نے نظریں پلیٹ پر مرکوز کر دیں۔

"اسے ریسٹ کرنے کی ضرورت ہے۔کل کی وجہ سے تھک گئ تھی۔ویسے بھی بچوں کے پیچھے سارا دن لگی رہتی تھی"۔وہ رسان سے کہتا ہوا پلیٹ پر جھک گیا۔فیاض احمد نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔آفس جانے سے پہلے وہ ماسی سے اسے ڈسٹرب نہ کرنے کہہ کر آفس چلا گیا۔

شام کو وہ آیا تو پھپھو سے پتا چلا کہ اسے ابھی بھی بخار ہے۔وہ جانتا تھا کہ وہ کہاں ہو گی سو سیدھا بچوں کے روم میں آگیا۔وہ آئمہ کو اسکی میڈیسن دے رہی تھی۔

"بابا"۔ہنی کی آواز پر وہ چونکی ضرور تھی مگر مڑ کر نہیں دیکھا۔

"آج تو آپ ہمارے ساتھ کرکٹ کھیلیں گے نا؟"ہنی کے سوال پر وہ ہنس دیا۔

"ٹھیک ہے چلو لان میں"۔اس کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ تینوں دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے۔روشانے آئمہ کو لیٹا کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔چیزیں سمیٹ کر لوٹی تب بھی وہ وہیں کھڑا تھا۔

"پھپھو نے بتایا کہ بخار ہے تمہیں" وہ بولا مگر روشانے خاموش ہی رہی۔ جب وہ کمرے سے نہیں گیا تو اسے بولنا پڑا۔

"اسجد اور بابا گھر نہیں ہیں۔ پھپھو بھی اپنے روم میں ہونگی اس لئے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ہنی اسے بلانے آگیا تھا۔

رات بھی وہ بچوں کے پاس ہی سونے کے لئے آئی تھی۔ ابھی وہ سب کو سلا کر آئمہ کے پاس آئی ہی تھی کہ جہانزیب آگیا۔

"روم میں چلو"۔ آئمہ پر نظریں جمائے وہ اس سے بولا تھا۔ وہ بیڈ سے اتر کر آئمہ کو اٹھانے لگی تو جہانزیب نے اس سے آئمہ کو لیکر زمر کے ساتھ لیٹا دیا۔ اسکا ہاتھ تھامے وہ روم سے نکلا تو پہلا سامنا اسجد سے ہوا۔ وہ کچن سے ہی نکل رہا تھا۔ جہانزیب اسے اگنور کرتا ہوا روشانے کو لیکر آگے بڑھ گیا جبکہ اسجد پر سوچ انداز میں اسکی پشت کو دیکھتا رہا۔

اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ اسے آرام کرنے کا کہتا ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ وہ واپس آیا تب تک وہ بیڈ پر لیٹ چکی تھی۔ بالوں کو برش کرتا وہ اسکے برابر میں لیٹ گیا۔

New Era Magazine

روشانے یک ٹک چھت کو دیکھ رہی تھی۔وہ یہاں کیوں لائی گئی تھی یہ سوچ ہی تکلیف دہ تھی۔جہانزیب نے ہاتھ بڑھا کر اسکا سر اپنے سینے پر رکھ دیا۔لائٹس آف کر کے اس نے روشانے کے گرد حصار کھینچا اور اسکے کان میں سر گوشی کی۔

"سو جاو روشانے"۔اس نے آنکھیں موند لیں۔دو آنسو جہانزیب کی شرٹ میں جزب ہو گئے۔جہانزیب نے اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔

"سو جاو"۔ایک دفعہ پھر کہتا وہ خود بھی آنکھیں موند گیا۔

دن بہت تیزی سے گزر رہے تھے۔اسجد تو دس بارہ دن رہ کر واپس چلا گیا تھا مگر پھپھو وہیں تھیں۔انہیں تقریباً دو مہینے ہو گئے تھے وہاں رہتے ہوئے۔روشانے کی زندگی میں فرق یہ آیا تھا کہ اب جہانزیب اس سے فرمائشیں کرنے لگا تھا اس سے مشورے لیتا تھا۔بچوں کے ساتھ اسے آوٹنگ پر لیکر جاتا تھا۔مگر کبھی کبھی وہ اس کے رویے سے پریشان ہو جایا کرتی تھی۔وہ اسے لیکر بہت زیادہ پوزیسو ہو جاتا تھا۔شاپنگ مال ہو یا کوئی ریسٹورنٹ وہ اسے مخاطب کرنیوالے کو جواب خود دیا کرتا تھا۔حد سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ وہ کسی سے بات نہ کرے۔یہ سب باتیں اسے پریشان کر دیتی تھیں۔

"روشانے بیٹا آئمہ کی اپائنٹمنٹ ہے آج۔ جہانزیب کو بتادیا تھانا؟" وہ جو ہال میں بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی انکی بات پر چونک کر جواب دیا۔

"جی بابا"۔ وہ انہیں چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے بولی جو ابھی ماسی رکھ کر گئی تھیں۔

"یہاں بیٹھو"۔ وہ اسکا پریشان چہرہ دیکھتے ہوئے بولے۔ وہ انکے پاس رکھے سنگل سیٹر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"جہانزیب کا رویہ ٹھیک نہیں ہے کیا؟"

"اب تو ٹھیک ہے بابا پر۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔

"پر کیا؟" اسکی ہچکچاہٹ دیکھ کر وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے۔

"بتاؤ بیٹا کیا بات ہے؟"

"وہ بہت عجیب بیہیو کرتے ہیں بابا۔ کوئی مجھ سے بات بھی کرے تو انہیں برا لگتا ہے۔ یہاں تک کہ ڈرائیور، شاپ کیپر کسی سے بات نہیں کرنے دیتے۔ عجیب انسکیورٹی ہے۔ کیا میں اتنی بری ہوں کہ وہ مجھ پر شک کرتے رہیں۔ کیا میرا کرادار مشکوک ہے انکے لئے؟" وہ آنکھوں میں آنسو لئے پوچھ رہی تھی کیونکہ رات کو ہی تو ڈنر پر ویٹر کے اسے مخاطب کرنے پر وہ بھڑک گیا تھا۔

"نہیں میرا بچہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم جانتی ہو وہ کونسی اہم بات ہے جس کی وجہ سے میں تمہارے گھر تک گیا اور تمہاری منت تک کی؟" وہ اسکی طرف دیکھ کر پوچھ رہے تھے جو پلکوں پر آنسو لئے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا کردار۔ یہ بہت مضبوط ہے بیٹا۔ تمہاری تربیت بہت اچھی ہوئی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ تم اس جگہ ہو۔ وہ کھامڑ بھی جانتا ہے یہ سب۔ اسی لئے وہ تمہیں اپنی بیوی کا مقام دے سکا ہے۔ جس دن میں نے تم سے شادی کی بات کی تھی نا آفس میں اس دن اس نے تمہاری نیکی نیتی اور کردار کی گواہی دی۔ اس دن میرا فیصلہ اٹل ہو گیا کہ اس گھر میں تم ہی آؤ گی"۔ وہ اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے۔

"ہاں میں مانتا ہوں وہ انسکیور ہے مگر اسکی بھی وجہ ہے۔ روشانے وہ وجہ حارث کی ماں ہے۔ میں نے اور اسکی ماں نے بہت چاہ سے اسکی شادی اپنی بھتیجی سے کی تھی۔ صبا رشتے میں میری بھتیجی لگتی تھی۔ ہم بہت خوش تھے اس رشتے سے۔ جہانزیب نے ہمارا مان رکھا اور ہم اسے بیاہ کر گھر لے آئے۔ صبا کو امیر گھر کی بہو بننا تھا سو اسکی

خواہش پوری ہو گئی۔ جہانزیب نیک نیتی سے اپنا رشتہ نبھا رہا تھا۔ ہر مہینے صبا کو اچھی سے اچھی شاپنگ کرنی ہوتی تھی۔ گھر پر تو وہ کھانا ہفتے میں ایک دن ہی کرتی ہو گی۔ وہ آزاد پرندہ تھی جسے جہانزیب کی روک ٹوک پسند نہیں تھی۔ شروع میں جب جہانزیب کو احساس ہوا تو اس نے ٹوکنا چھوڑ دیا۔ جب ہنی ہونے والا تھا تو اس نے صبا کو ٹوکنا چاہا۔ وہ باپ تھا اپنے بچے کا اور اسکا بھلا چاہتا تھا مگر اسے یہ روک ٹوک قید کرنا لگا۔ جہانزیب نے بہت سمجھایا مگر وہ نہیں مانی۔ دراصل وہ غلط راہوں پر نکل گئی تھی۔ جہاں سے اسکی واپسی ناممکن تھی۔

اسے اپنی دوست کے بھائی سے محبت ہو گئی تھی۔ ہم سب اسے بچہ سمجھ کر کچھ نہیں کہتے تھے مگر وہ اندر ہی اندر ہمیں دھوکہ دے رہی تھی۔ اس بات کا ادراک ہمیں تب ہوا جب جہانزیب اپنے کسی ورکر کو لیکر ہاسپٹل گیا۔ وہاں صبا کو دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔ اسکے پیچھے گیا تو پتا چلا کہ وہ وہاں اسفر کے ساتھ آئی تھی۔ وہ لوگ ہنی سے جان چھڑانا چاہتے تھے۔ تب میرا جوان جہان بیٹا ایسا ٹوٹا کہ جڑ ہی نہ سکا۔

New Era Magazine

میں نے اور جہانزیب کی ماں نے صبا کو بہت سمجھایا مگر اس نے کسی کی نہیں سنی۔ جہانزیب اس سب سے بہت دلبر داشتہ ہو گیا تھا۔ اس نے صبا کو آزاد کرنے کی شرط رکھی تھی کہ وہ ہنی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ ہنی کی پیدائش کے بعد وہ ہاسپٹل سے ہی اپنی دوست کے گھر چلی گئی۔ جہانزیب نے وہیں پیپرز بھیج دیئے تھے۔ تب سے وہ عورت ذات پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اسے شاید اتنا دکھ نہ ہوتا اگر وہ صرف اسکی بیوی ہوتی مگر دھوکہ ایک ماں نے دیا تھا۔ اسکا اعتبار توڑا تھا۔ میرے بچے کو وہ توڑ گئی ہے روشانے۔ وہ کہتا تھا کہ صبا اس سے کہہ دیتی کہ وہ آگے اسکے ساتھ نہیں چل سکتی۔ یوں اسکا اعتماد تو نہ توڑتی"۔ وہ رو دیئے تھے۔

کہا تھا نا!

مجھے اسطرح سوتے ہوئے مت چھوڑ کر جانا

مجھے بیشک جگا دینا، بتا دینا

محبت کے سفر میں ساتھ میرے چل نہیں سکتے

جدائی کے بحر میں ساتھ میرے چل نہیں سکتے

تمہیں رستہ بدلنا ہے، میری حد سے نکلنا ہے

New Era Magazine

تمہیں کس بات کا ڈر تھا

تمہیں جانے نہیں دیتا، کہیں پر قید کر لیتا

ارے پاگل

محبت کی طبیعت میں زبردستی نہیں ہوتی

جسے رستہ بدلنا ہوا، اسے رستہ بدلنے س

جسے حد سے نکلنا ہوا، اسے حد سے نکلنے سے

نہ کوئی روک پایا ہے، نہ کوئی روک پائے گا

تمہیں کس بات کا ڈر تھا

مجھے بیشک جگا دیتے

میں تم کو دیکھ ہی لیتا، تمہیں کوئی دعا دیتا

کم از کم یوں تو نہ ہوتا

تمہارے بعد کھونے کے لئے کچھ بھی نہیں باقی

مگر کھونے سے ڈرتا ہوں

میں اب سونے سے ڈرتا ہوں

New Era Magazine

روشانے نے برستی آنکھوں سے انہیں دیکھا جن کے چہرے پر ایک کرب تھا۔طاہرہ جو نہ جانے کب ادھر آنکلی تھیں بھائی کے پاس بیٹھ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینے لگیں۔

"روشانے اسے محبت اور توجہ کی ضرورت ہے بیٹا۔وہ یہ سب اس لئے کر رہا ہے کیونکہ تم صرف بیوی اور ماں کے فرائض ادا کر رہی ہو۔وہ تمہاری ممتا پر شک نہیں کر رہا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم بچوں سے محبت کرتی ہو۔وہ تم پر شک کر رہا ہے کیونکہ تم اس سے محبت نہیں کرتی ہو۔اس سے محبت کرو روشانے۔اس نے جو زیادتیاں کی ہیں ان کو بھلا کر آگے بڑھو۔اپنی انا کو اپنے رشتے میں جگہ مت دینا بیٹا۔تم خود اسکی طرف پیش قدمی کرو دیکھنا سب خود بخود ہی ٹھیک ہوتا چلا جائے گا"۔وہ اسکے ہاتھ تھامے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"کروگی نا یہ سب؟"وہ ایک آس سے پوچھ رہی تھیں اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔تبھی جہانزیب کی گاڑی کا ہارن بجا تو وہ آئمہ کو لینے کمرے سے باہر نکل گئی۔

New Era Magazine

"اب مجھے سب ٹھیک ہوتا نظر آرہا ہے بھائی۔میں نے کہا تھا نا کہ اسجد کی مدد جہانزیب کو آگے بڑھنے میں مدد دے گی۔اب دیکھئے گا صبا کا سچ روشانے کو آگے بڑھنے میں مدد دے گا۔بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا"۔انکی بات پر فیاض احمد نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلا دیا۔

وہ آئمہ کو لیکر باہر آئی تو وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔وہ سلام کر کے آئمہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر سیٹ بیلٹ باندھنے لگی۔

"تم روئی ہو؟"جہانزیب کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر مبہم سا مسکرا کر نفی میں گردن ہلا گئی۔

"آئی ایم سوری۔کل رات مجھے غصہ آگیا تھا"۔وہ شرمندہ سا بولا۔

"کوئی بات نہیں۔یہ فائل"۔وہ آئمہ کی فائل ڈیش بورڈ پر رکھ کر پیچھے ہو گئی۔

جہانزیب چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر گاڑی گھر سے نکال کر لے گیا۔

رات بچوں کو سلا کر وہ اپنے روم کی طرف جا رہی تھی۔کل آف تھا اس لئے بچوں نے اینگری برڈ مووی لگا لی تھی جو اسے بھی ساتھ بیٹھ کر دیکھنی تھی۔اس چکر میں رات

New Era Magazine

کے دو بج چکے تھے۔وہ جانتی تھی کہ جہانزیب دو دفعہ وہاں کا چکر لگا کر جا چکا تھا۔روم میں آئی تو اسے سوتے پایا۔اس نے مسکرا کر بیڈ کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

جہانزیب کو سوئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اسے اپنے ہاتھ پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔جیسے ہی آنکھ کھولی تو سامنے روشانے کو پایا۔وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر تکیے پر پھیلا رہی تھی۔اس کے دیکھنے سے پہلے وہ آنکھیں بند کر کے سوتا بنا۔روشانے اسکے بازو پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔جب اسے احساس ہوا کہ وہ سو چکی ہے تو اس نے آنکھیں کھول کر اپنے بہت ہی قریب اس دشمن جان کو دیکھا۔اسے اسکی اس حرکت پر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔وہ رات کو سوتے ہوئے خود اسکا سر اپنے بازو پر رکھتا تھا آج اس نے خود یہ کام کیا تھا۔وہ اسکے پر سکون چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیا۔پھر جھک کر اسکی پیشانی چوم لی۔روشانے کو اسکا احساس نیند میں بھی ہو گیا تھا۔اس نے کروٹ بدل کر ماتھا اسکے سینے پر ٹکا دیا۔جہانزیب نے اسکے گرد حصار کھینچ کر آنکھیں موند لیں۔

"ماما چلیں نا"۔زمر نے تیسری دفعہ یہی بات کی تو وہ سب کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میری جان بابا آفس میں ہیں۔شام کو چلیں گے تب آپ لوگوں کا سامان بھی لے آئیں گے"۔

"نہیں نا۔ابھی چلیں"۔وہ ضد کرنے لگا تو فیاض احمد بول اٹھے۔

"کیا ہوا ہے بھئی؟آج میرا بیٹا کیوں ضد کر رہا ہے؟"

"نانو دیکھئے ناماما کو کہا ہے کہ ہم نے باہر لنچ کرنا ہے مگر یہ مان ہی نہیں رہیں"۔اسکی بات پر وہ مسکرا دیئے۔

"کیوں نہیں مان رہی ہو بھئی؟لے جاو بچوں کو"۔

"مگر بابا۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی چاروں بچے اسے منانے لگے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔چلو ریڈی ہو جاو"۔وہ نہیں کہہ کر خود بھی چینج کرنے کے لئے اٹھی۔

"آپ بھی چل رہے ہیں ہمارے ساتھ"۔وہ فیاض احمد سے بولی۔

"مجھے تو معاف ہی رکھو بیٹا"۔وہ مسکرا کر کہتے اپنے روم میں چلے گئے۔وہ بھی کچھ سوچ کر اپنے روم کی طرف چلی گئی۔

وہ کسی فائل پر جھکا کام کر رہا تھا جب آفس کا دروازہ ناک ہوا۔اسکے یس کہنے پر روشانے اندر آئی۔جہانزیب اسے دیکھ کر حیران ہوا۔اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ ہنس دی۔

"تم یہاں؟"

"میں کیا آپ کے آفس نہیں آسکتی؟"وہ شرارت سے کہتی اسکی چیئر کی طرف آگئی۔

"لنچ بریک ہونے والی ہے اس لئے ہم آپکو لینے آئے ہیں"۔وہ اسکا کوٹ اسے تھماتے ہوئے بولی۔

"ہم کون؟اور جانا کہاں ہے؟"

"میں اور بچے۔انہوں نے صبح سے ضد پکڑ رکھی ہے کہ انہیں لنچ باہر کرنا ہے"۔وہ اب اسکے سامنے رکھی فائل کو بند کر رہی تھی۔جہانزیب نے کرسی کی بیک سے ٹیک لگالی۔

"تو تم لے جاتیں انہیں"۔وہ سرسری انداز میں بولا۔

"جی تاکہ وہ پلے لینڈ میں مصروف ہو جاتے اور میں بور ہوتی"۔وہ میز سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔جہانزیب نے اس پر ایک گہری نظر ڈالی۔

New Era Magazine

"اب چلیں نا"۔وہ اسکی نظروں سے پزل ہو کر بولی۔جہانزیب نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے اپنے اوپر چیئر پر گرا لیا۔

"کیا چاہتی ہو؟"وہ اسکے چہرے سے بال ہٹاتا ہوا بولا۔

"لنچ پر چلیں ہمارے ساتھ"۔وہ اسی پوزیشن میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں لنچ کی بات نہیں کر رہا ہوں"۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

"جہانزیب بچے گاڑی میں ویٹ کر رہے ہیں"۔اس نے اٹھنا چاہا مگر جہانزیب نے گرفت مضبوط کر دی۔

"یہ سب مت کرو۔میرے اندر مزید برداشت نہیں ہے"۔وہ انتہائی سنجیدگی سے بولا تو اس نے حیرت سے جہانزیب کو دیکھا۔اسکی آنکھوں میں وہی خوف تھا کہ وہ بھی اسے چھوڑ جائیگی۔ایک دم روشانے کے چہرے پر سختی در آئی پھر جھٹکے سے اس پر سے اٹھ گئی۔

"سوری میں نے آپکا ٹائم ویسٹ کر دیا"۔سپاٹ لہجے میں کہتی وہ آفس سے باہر نکل گئی جبکہ جہانزیب سر ہاتھوں میں دیکر بیٹھ گیا۔وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ ناراض ہو گئی تھی۔

New Era Magazine

وہ لوگ لنچ کر کے لوٹے تو فیاض احمد سٹڈی میں تھے۔ طاہرہ دو دن پہلے ہی جا چکی تھیں سو وہ بچوں کو کھیلتا چھوڑ ماسی کو انکا خیال رکھنے کا کہہ کر روم میں آ گئی۔ چینج کر کے نکلی تو جہانزیب سامنے ہی بیٹھا تھا۔ اسے نظر انداز کر کے وہ باہر جانے لگی تو وہ سامنے آ گیا۔

"سوری"۔ وہ اسکے ہاتھ تھام کر بولا۔

"اچھا نا آئندہ خیال رکھوں گا"۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر بولا۔

"جہانزیب آپ مجھ پر بھروسہ کیوں نہیں کرتے ہیں؟" وہ دکھ سے بولی۔

"آپ کو میرے جزبوں پر شک کیوں ہے؟ میں آپ کے ساتھ ایک نارمل لائف گزارنا چاہتی ہوں۔ زندگی بھر ایسے آپکی قید میں رہنا چاہتی ہوں۔ آپکے اور بچوں کے ساتھ خوشگوار زندگی چاہتی ہوں"۔ وہ اسکے دل پر ہاتھ رکھے اسکے ساتھ لگی کہہ رہی تھی۔

"پلیز مجھ پر شک مت کیا کریں۔ خود بتائیں میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاوں گی۔ پلیز ہمارے رشتے کو بے اعتبار مت کریں"۔ وہ نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ کر بولی تو اس نے روشانے کا ماتھا چوم لیا۔

"میں یہ سب جان کر نہیں کرتا ہوں روشانے۔میں بھی اس سب سے تھک گیا ہوں۔ نارمل رہنا چاہتا ہوں۔تمہارے ساتھ خوش رہنا چاہتا ہوں مگر ماضی بہت سے وسوسے پیدا کر دیتا ہے"۔وہ بے بسی سے بولا۔

"روشانے آپکی ہے جہانزیب اور آپکی ہی رہے گی"۔وہ مضبوط لہجے میں بولی تو وہ مسکرا دیا۔روشانے نے دوبارہ اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔

وہ دونوں جہانزیب کے دوست اسعد کی شادی پر آئے تھے۔وہ اسے سب سے ملوا رہا تھا۔ تبھی اسعد کی امی اور بہن بھی ادھر آ گئیں۔اس نے ان سے بھی اسکا انٹروڈکشن کروایا۔

"جہانزیب بھائی آپکی وائف بہت پیاری ہیں"۔اسعد کی بہن کے کہنے پر وہ دونوں مسکرا دیئے۔وہ دونوں اسے ساتھ لیکر آگے بڑھ گئیں۔

وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا جب اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے شخص کو روشانے کو دیکھتے ہوئے دیکھا۔اسکے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ روشانے اس سب سے انجان اسعد کی بہن سے باتوں میں مصروف تھی۔ تبھی جہانزیب وہاں آیا۔

New Era Magazine

"رمشہ ہمیں اب چلنا ہوگا"۔وہ روشانے کا ہاتھ تھام کر بولا۔

"مگر بھائی ابھی تو آئے ہیں آپ۔ تھوڑی دیر تو رک جائیں"۔وہ حیرت و پریشانی سے بولی۔

"سوری بٹ ایک ایمر جنسی ہو گئی ہے تو ہمیں نکلنا ہے تم پلیز میری طرف سے اسعد سے ایکسکیوز کر لینا"۔وہ کہہ کر رکا نہیں۔اسکا ہاتھ تھامے ہی باہر لے آیا۔وہ بھی خاموشی اور خفگی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔جانتی تھی کہ اسی کی وجہ سے وہ واپس جا رہے تھے۔

"کچھ کھاؤ گی؟"اسکے سوال پر اس نے ونڈو سے باہر دیکھتے ہوئے ہی نہیں کہا تھا۔
جہانزیب جانتا تھا کہ وہ ناراض ہو چکی ہے۔

ایک لونگ ڈرائیو کے بعد وہ گھر پہنچے تھے۔بچے فیاض احمد کے روم میں تھے۔وہ دونوں اپنے روم میں آ گئے تاکہ بازپرس نہ ہو۔وہ چینج کرنے جانے لگی تو اس نے روشانے کا ہاتھ تھام کر اپنے سامنے کر لیا۔

"ناراض ہو؟"

"نہیں"۔وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"سوری"۔

"سوری تب کیا کریں جب اگلی دفعہ ایسا نہ کرنے کا عہد کریں۔آپ اگلی دفعہ بھی ایسا ہی کریں گے۔میرا کیا ہے خود ہی عادی ہو جاوں گی"۔وہ خفگی سے بولی تو جہانزیب نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"کیا کروں یار۔وہ تمہیں دیکھ رہا تھا۔مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا"۔

"میں اسے دیکھ رہی تھی؟"وہ سنجیدگی سے بولی۔

"روشانے۔۔۔"

"میں اسے دیکھ رہی تھی؟"اس نے سختی سے اپنا سوال دہرایا۔

"نہیں"۔

"تو پھر؟آپکو کیوں مجھ پر یقین نہیں ہے"۔وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"مجھے خود پر یقین نہیں ہے"۔وہ بے بسی سے بولا۔روشانے ایک دم سے اسکے گلے لگ گئی۔

"ایسے مت کہا کریں۔اچھا چھوڑیں یہ سب۔میں چینج کر لوں پھر ہم کافی پیتی ہیں"۔وہ کہہ کر چینج کرنے چلی گئی جبکہ وہ کمرے سے باہر۔

وہ واپس آئی تو جہانزیب روم میں نہیں تھا۔اپنی چیزیں سمیٹ کر وہ باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ وہ سامنے سے اسے دو مگ کافی کے لاتے ہوئے نظر آیا۔وہ مسکرا کر رک گئی۔

"میں بنا لیتی"۔وہ اس سے کپ تھامتے ہوئے بولی۔

"تم نے بنائی, میں نے بنائی ایک ہی بات ہے"۔

وہ ٹیرس پر کھڑے کافی پی رہے تھے جب جہانزیب نے اسے پکارا۔

"تمہاری فیملی۔آئی مین جب سے تم یہاں آئی ہو تمہارا کوئی ریلیٹو تم سے ملنے نہیں آیا"۔

"ابو کے بعد کسی نے تعلق رکھنا پسند ہی نہیں کیا کہ کہیں ہم ان کے اگے ہاتھ ہی نہ پھیلا دیں۔بس امی تھیں وہ بھی یہاں آنے سے پہلے ابو کے پاس چلی گئیں"۔وہ عام سے لہجے میں کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"تمہیں دکھ نہیں ہوتا"۔

"یہ سب تو قسمت کا لکھا تھا۔اسے میں بدل نہیں سکتی تھی سو صبر کر لیا۔ویسے بھی

ہم نے ہر دکھ کو محبت کی عنایت سمجھا

ہم کوئی تم تھے جو دنیا سے شکایت کرتے

وہ مسکرا کر کہتی کافی کا سپ لینے لگی۔ جہانزیب اسے دیکھنے لگا۔ نہ جانے وہ اسے دیکھتا ہوا کہاں کھو گیا تھا۔

"جہانزیب واپس آ جائیں کافی ٹھنڈی ہو گئی ہے"۔ وہ اسکے سامنے چٹکی بجا کر بولی تو وہ ہوش میں آیا۔

"تم بہت بریو ہو اور میں بہت بزدل"۔ وہ آہستہ سے بولا۔ آخری بات دل میں کہی تھی۔

فیاض احمد کو جب پتا چلا کہ وہ شادی سے جلدی لوٹ آئے ہیں تو انہیں کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ جانتے تھے کہ بیٹے کے دماغ کا اختراع ایسے نہیں جائے گا۔ سو کچھ سوچ کر پر سکون ہو گئے۔

روشانے زمر کی فرمائش پر پزا بیک کر رہی تھی جب ماسی کچن میں آئیں۔

"بیٹا وہ اسجد صاحب آئے ہیں"۔ وہ سر ہلا کر اسے بٹھانے کا کہہ کر کام میں مصروف ہو گئی۔

"گھر پر بڑے صاحب نہیں ہیں"۔انکی اطلاع پر وہ ہاتھ صاف کرتی باہر آئی۔اسجد اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا جو دوپٹا سر پر جمائے اسے سلام کر رہی تھی۔ماسی اسکے لئے چائے کا انتظام کرنے چلی گئیں۔

"جہانزیب کہاں ہے؟"

"وہ آفس ہیں"۔وہ زمین کو دیکھتے ہوئے بولی جانتی تھی کہ اسکی نظریں اسی پر ہیں۔

"اور ماموں؟"

"وہ بھی"۔

"بچے بھی نظر نہیں آ رہے"۔

"سکول ہیں"۔

"یعنی گھر پر صرف ہم موجود ہیں"۔اسکی بات پر روشانے نے پھرتی سے سر اٹھایا تھا۔

"مجھے غلط مت سمجھنا روشانے مگر مجھے تم پسند ہو۔میں جانتا ہوں کہ جہانزیب کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔وہ شکی مزاج آدمی ہے۔تم اسکے ساتھ سروائیو نہیں کر پاؤ گی۔میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا بہت خیال رکھوں گا۔بہت پیار سے۔۔۔"

"آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔میں آپکے ماموں کی بہو, آپکے کزن کی بیوی اور جہانزیب کے بچوں کی ماں ہوں۔آپ کیسے کہہ سکتے ہیں یہ سب"۔شدت جزبات سے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"تم صرف بچوں کی وجہ سے یہاں ہو۔وہ بچے جو تمہارے ہیں ہی نہیں۔تم صرف ماموں کی زندگی تک یہاں ہو۔جہانزیب کبھی تم پر بھروسہ نہیں کرے گا۔تمہیں اس گھر سے نکال دے گا۔پھر کیا زندگی ہو گی تمہاری؟کہاں جاو گی؟"وہ تلخی سے بولا۔

"وہ دن کبھی نہیں آئے گا"۔وہ تنفر سے بولی تو وہ ہنس دیا۔
"وہ ماضی میں جینے والا شخص ہے۔ایک دھوکے کو لیکر بیٹھا ہوا ہے۔عقلمندی کا ثبوت دو اور اس سے جان خلاصی کراو"۔

"اپنی بکواس بند کرو ورنہ میں جہانزیب کو سب بتا دوں گی"۔وہ حلق کے بل چیخی تھی۔
"وہ تم پر یقین کرے تب نا"۔وہ کھل کر ہنسا تھا۔

New Era Magazine

"کیا رکھا ہے جہانزیب میں؟اس سے زیادہ دولت میں تمہیں دے سکتا ہوں۔اسکے بچوں کا جو کھڑاک پال رکھا ہے اس سے جان چھڑاؤ اور میرے ساتھ پر سکون زندگی گزارو"۔وہ اسکے قریب آتے ہوئے بولا تو وہ بے ساختہ دو قدم دور ہوئی۔

"جہانزیب میرے شوہر ہیں۔میں انکی عزت کو داغدار نہیں کروں گی۔ہاں ان بچوں کی رگوں میں میرا خون نہیں ہے مگر وہ میرے بچے ہیں۔میں اس گھر کو چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گی"۔وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"ٹھیک ہے پھر میں آج ہی جہانزیب سے کہتا ہوں کہ اسکی بیوی مجھ سے محبت کی دعویدار ہے۔دیکھتے ہیں کتنا یقین ہے اسے تم پر"۔اس کا مزاق اڑاتا وہ جہانزیب کا نمبر ملانے لگا۔روشانے اسے منع کرنا چاہتی تھی مگر دروازے پر جہانزیب اور بابا کو دیکھ کر بت بن گئی۔انکے تاثرات سے واضح تھا کہ وہ سب سن چکے ہیں۔

جہانزیب چلتا ہوا اس تک آیا اور ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔روشانے نے بے یقینی سے جہانزیب کو دیکھا جو اب اسجد کا گریبان پکڑے کھڑا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی سے بدتمیزی کرنے کی؟"وہ ایک دم چیخا تھا۔

New Era Magazine

"جہانزیب اس نے مجھے بلایا تھا۔میں تو۔۔۔"اسجد کے جملے منہ میں ہی دم توڑ گئے۔
جہانزیب نے اتنی زور سے مکا اسکے منہ پر مارا تھا کہ خون کا فوارا ابل پڑا۔روشانے سکتے میں آگئی تھی۔فیاض احمد نے آگے بڑھ کر جہانزیب کو روکا۔

"ماموں جان آپ نے پرامس کیا تھا کہ مجھے بچائیں گے"۔وہ خفگی سے فیاض احمد سے بولا تو جہانزیب نے حیرت سے باپ کو دیکھا۔

"روشانے"۔فیاض احمد کی آواز پر ان دونوں نے بھی روشانے کو دیکھا جو ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

"یہ سب کیا تھا؟"ڈاکٹر کے جانے کے بعد وہ باپ کے سامنے کھڑا تھا۔اسجد بھی منہ کی ٹکور کرتا وہیں بیٹھا تھا۔

"یہ سب تمہارے اعتبار کو جگانے کے لئے ہم نے جوا کھیلا تھا۔اگر تم اس پر اعتبار نہ کرتے تو ہم یہ جوا ہار جاتے۔مگر تم نے اس پر اعتبار کر کے ہمیں جیتا دیا"۔وہ پرسکون ہو کر بولے۔

"اور اگر میں اس پر اعتبار نہ کرتا تو؟"

"تو کیا؟روشانے کی شادی میں خود کسی اور سے کروا دیتا"۔وہ مضبوط لہجے میں بولے۔

"بابا؟" وہ حیرت سے کچھ بول ہی نہیں پایا۔

"ہاں جہانزیب۔ وہ تو اس شادی کے لئے ہی تیار نہیں تھی۔ وہ میری منتوں کے بعد مانی تھی۔ جس طرح اس نے تمہارا, ہمارا اور اس گھر کا خیال رکھا میں اسکا مشکور ہوں۔ مگر تمہارے اس پر اعتبار نہ کرنے سے وہ پریشان رہتی تھی۔ اس لئے ہم نے یہ سب کیا تاکہ تم دونوں کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آجاو"۔ وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولے تو اس نے سر ہلا دیا۔

"اور میری طرف سے بھی اب کلیئر کر لو کہ تمہارے سامنے تمہاری بیوی سے فری ہونے کا مجھے اماں اور ماموں نے حکم دیا تھا۔ میرے دل اور زندگی میں اجالا ہی ہے۔ آج بھی اماں کی وجہ سے یہ سب کرنے آیا تھا اور یہ ہو گیا"۔ وہ اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے بولا تو وہ ہنس کر اسکے گلے لگ گیا۔

"سوریووری قبول نہیں کروں گا۔ بس اچھا سا ڈنر کروا دو اور اماں کو اجالا کے لیے منا دو"۔ اسکی بات پر دونوں باپ بیٹا ہنس دیئے۔

New Era Magazine

وہ جاگی تو کمرے میں کوئی نہیں تھا۔بیڈ پر بیٹھ کر اس نے اپنا سر تھام لیا۔ تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے دیکھا تو جہانزیب اسی کی طرف آرہا تھا۔کچھ بھی کہے سنے بغیر اس نے روشانے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"کیوں اتنی ٹینشن لی۔دیکھو زرد رنگ ہو رہا ہے"۔وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیکر بولا۔

"مجھے لگا آپ مجھ پر بھروسہ نہیں کرینگے"۔وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے بولی۔

"کیسے نہیں کرتا بھروسہ؟ تم نے تو اعتبار کرنا سکھایا تھا پھر تم سے بے اعتباری کیسے کرتا؟"وہ اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا۔

"وہ اسجد۔۔۔میں صرف آپ کو چاہتی ہوں جہانزیب۔میں بہت ڈر گئی تھی"۔وہ اس کے کندھے پر سر رکھے رو دی۔

"بس جان۔سب ٹھیک ہے۔وہ سب ڈرامہ کر رہا تھا"۔وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے بولا۔اس نے حیرت سے جہانزیب کو دیکھا تو وہ اسے سب بتاتا چلا گیا۔

"ویسے اس سب میں ایک بات اچھی بھی ہوئی"۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

"وہ کیا؟"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے کسی نے بہت ہی جزباتی ہو کر اقرار محبت کیا ہے"۔اسکی بات پر وہ مسکرا دی پھر خفگی سے بولی۔

"آپ نے تو آج تک نہیں کیا"۔

"کیسا اقرار کروانا چاہتی ہو عملی یا لفظی؟" وہ شرارت سے بولا۔

"صرف لفظی"۔ اسکے برجستہ کہنے پر وہ کھل کر ہنس دیا۔

"کیوں بھئی؟ عملی کیوں نہیں؟"

"وہ تو آپ کرتے رہتے ہیں"۔ وہ ایک دم بولتے ہی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

جہانزیب کا قہقہہ بلند ہوا۔

اس نے روشانے کا ماتھا چوما پھر اسے اپنے اندر سموتے ہوئے لب اسکے کان پر رکھ کر اسکی سماعتوں میں رس گھولنے لگا۔

محبت زندگی ہے اور تم میری محبت ہو
تمہی ہو بندگی میری تمہی میری عبادت ہو

تمہارے پیار نے دل میں امنگوں کو جگایا ہے
تمہاری مسکراہٹ نے مجھے جینا سکھایا ہے

New Era Magazine

تمہی ہو جینے کی وجہ تمہی میری ضرورت ہو
تمہی ہو بندگی میری تمہی میری عبادت ہو

نہیں اب کوئی بھی ارمان میرے دل میں تمہیں پا کر
میں یہ اقرار کرتا ہوں محبت کی قسم کھا کر

مجھے جو وقت نے بخشا وہ لمحہ خوبصورت ہو
تمہی ہو بندگی میری تمہی میری عبادت ہو

محبت زندگی ہے اور تم میری محبت ہو
تمہی ہو بندگی میری تمہی میری عبادت ہو

☆☆☆☆☆

New Era Magazine

نوٹ

تم میری محبت ہو بقلم حجاب فاطمہ پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine